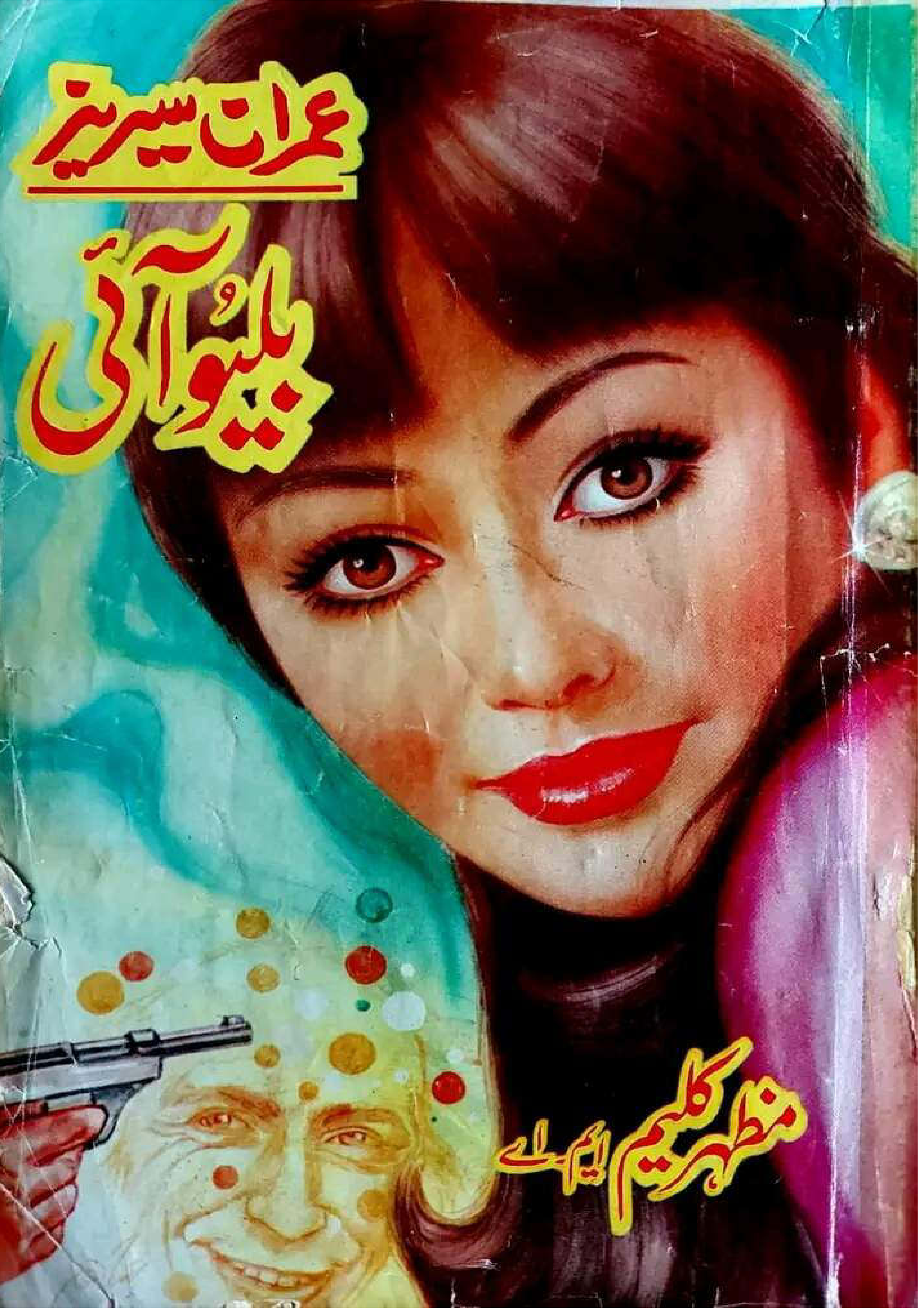

عمران سیریز
بلیو آئی
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز ۱۲

بلیو آئی

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

عمران سیریز

بلیو آئی

مکمّل ناول



یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

چند باتیں

معزز قارئین! "بلیو آئی" آپ کے مطالعہ کے لئے حاضر ہے۔ موجودہ
میں سائنسدانوں کی خداداد عظمت و ذہانت کے اعترافات کا دور ہے۔
ایسی ایسی ایجادات سامنے آرہی ہیں۔ کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔
جنگی ہتھیاروں سے ہٹ کر باقی تمام ایجادات انسانی فلاح و بہبود کے لئے
تیار کی جاتی ہیں۔ لیکن جس طرح یہ مثل مشہور ہے کہ ہر چیز بذات خود نہ ہی
فائدہ مند ہوتی ہے اور نہ نقصان دہ۔ اس بات کا انحصار اُسے استعمال کرنے
والے پر ہے۔ کہ وہ اسے کس طرح استعمال کرتا ہے۔ جیسے چاقو قلم تراشنے کے
بھی کام آتا ہے اور انسانی جان کے ضیاع کے بھی۔ اس طرح انسانی فلاح و بہبود
کے لئے ایجادات جب مجرموں کی تخریب پسندانہ ذہانت کے بھینٹ چڑھتی
ہیں تو پھر انہی ایجادات کو جرم کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔

بلیو آئی بھی ایسی ہی ایک اہم ترین ایجاد کے تخریبی استعمال کی کہانی ہے۔
اس میں انسانی فلاح کے لئے ایجاد کی گئی لیزر شعاعوں کو اس انداز میں استعمال
کیا گیا ہے کہ اس کہانی کی ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ سسپنس اور ایکشن
کا شاہکار بن کر رہ گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کہانی بھی آپکو ضرور پسند آئے گی۔

پیش لفظ ختم کرنے سے پہلے میں اس ہفتے ملنے والے آپ کے ڈھیروں خطوط
میں سے ایک خط آپ کو ضرور پڑھوانا چاہتا ہوں۔ یہ خط ایسا ہے جس میں آپ کیلئے

بھی دل چسپی کا مواد موجود ہے۔

گجرات سے محترم جاوید اقبال لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کا ہر ناول بے حد پسند ہے۔ خاص طور پر کاغذی قیامت کا تو جواب نہیں۔ لیکن ایک بات کی سمجھ نہیں آتی اور وہ تقریباً ہر ناول میں پائی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ناولوں کو پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ طاہر (ایکسٹو) عمران۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ صدیقی۔ نعمانی۔ چوہان۔ جولیا۔ ٹائیگر اور جوزف یہ سب عمران سیریز کے ناولوں میں کام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن نعمانی۔ صدیقی۔ اور چوہان کی طرف سے کوئی بھی خاص کام نہیں لیا جاتا۔ جب کہ یہ سیکرٹ سروس کے ممبر بھی ہیں۔ تقریباً ہر ناول میں ان کا ذکر تو ضرور آتا ہے لیکن یہ کوئی خاص کام نہیں کرتے دکھائی دیتے۔ کیا یہ کردار دریافت کرنے والے نے ان کو صرف اٹھنے بیٹھنے کے لئے یا پھر ادھر ادھر پھرنے کے لئے دریافت کیا تھا۔

محترم جاوید اقبال صاحب۔ سیکرٹ سروس کا ممبر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ کسی بھی کیس کے شروع ہوتے ہی سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بیک وقت اور ایک ہی رفتار میں کام شروع کر دیں جیسے وہ کیس حل کرنے کی بجائے کار ریس میں حصہ لے رہے ہوں۔ محترم! ہر کیس کے واقعات اور اسکی نوعیت علیحدہ ہوتی ہے۔ اور اسی مناسبت سے کردار کام کرتے رہتے ہیں۔ مقصد تو کیس حل کرنا ہوتا ہے اور پھر عمران ایک ایسا ہمہ صفت موصوف کردار ہے اور اسکے کام کرنے کی رفتار اتنی تیز ہے کہ وہ بہت سے ممبرز کا کام اکیلا ہی کر ڈالتا ہے۔ اس لئے بعض اوقات ان کرداروں کو صرف گھومنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کے سوا اور کوئی کام نہیں کرنا پڑتا۔ امید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہونگے۔ ویسے آپ بھی کرداروں کی لسٹ لکھتے وقت ایک اہم کردار کو سرے سے ہی بھول گئے ہیں۔ اور وہ ہے تنویر۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے کہ ناول میں کردار آتے تو ہیں آپ نے تو غریب تنویر کو سرے سے ہی غائب کر دیا۔ والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے



فلیگ لہراتی ہوئی جیپ ملٹری ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر رُکی۔ ڈیوٹی پر کھڑے ہوتے سپاہی کی ایڑیاں بج اُٹھیں پھر اس نے پلک جھپکتے ہی گیٹ کھول دیا۔

جیپ گیٹ میں داخل ہو گئی اور پھر ایک لمبا ٹرن لیتی ہوئی ہیڈ کوارٹر کی عظیم الشان عمارت کے پورچ میں رک گئی۔

جیپ رُکتے ہی ایک بار پھر ایڑیاں بج اٹھیں۔

جیپ میں سے سب سے پہلے اُترنے والا طویل القامت ادھیڑ عمر شخص تھا جس کا جسم قابلِ رشک طور پر ٹھوس تھا۔ چہرے پر سنجیدگی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔

یہ کمانڈر انچیف ظفر آفریدی تھے اور ایک اہم میٹنگ میں شرکت کرنے کے لئے آئے تھے ان کے جیپ سے باہر آتے ہی باہر کھڑے تمام آفیسرز کی ایڑیاں بج اُٹھیں۔

ڈپٹی کمانڈر انچیف سلامت علی نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور مصافحہ کرنے کے بعد وہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گئے ـــــــ جہاں جہاں سے گزرتے گئے ایڑیاں بجنے کی آوازیں لگاتار آتی چلی گئیں۔

مختلف برآمدوں سے ہوتے ہوئے وہ میٹنگ ہال کے دروازے پر پہنچ گئے میٹنگ ہال کے دروازے پر موجود ملٹری پولیس کے سپاہی اور آفیسرز نے اٹنشن ہو کر ان کا استقبال کیا اور پھر ان کے داخل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا اور ملٹری پولیس کے سپاہی اس ہال کے ارد گرد گشت کرنے لگے، وہ بے انتہا چوکنے معلوم ہو رہے تھے۔ کسی بھی ممکنہ خطرے کے پیش نظر وہ ہر قسم کی جوابی کارروائی کے لئے تیار تھے۔ میٹنگ ہال کے دروازے پر سرخ بلب جل رہا تھا۔

میٹنگ ہال کے اندر دائرہ نما کرسیوں پر ملٹری کے اعلیٰ ترین آفیسرز موجود تھے۔ صدارت کمانڈر انچیف ظفر آفریدی خود کر رہے تھے۔

"میٹنگ کی کارروائی شروع کی جائے" ـــــــ

کمانڈر انچیف نے کرسی پر بیٹھتے ہی گھمبیر اور پُر وقار آواز میں کہا اور پھر دائیں طرف پہلی کرسی پر بیٹھا ہوا ایک پُر وقار ادھیڑ عمر کا آدمی کھڑا ہو گیا۔

یہ ملٹری انٹیلی جنس   اے تھے انہوں نے میز پر پڑی ہوئی فائل سے چند کاغذات نکالے اور پھر بولنا شروع کر دیا۔

"صدر اور معزز ممبران ـــــــ آج کی میٹنگ میں ایک اہم مسئلہ پیش کرنا چاہتا ہوں ـــــــ آج سے چھ ماہ پہلے ہماری حکومت نے دشمن ہمسایہ ملک کافرستان کی طرف سے ممکنہ خطرے کے پیش نظر ایک نیا ڈیپارٹمنٹ کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے ذمے یہ فرائض عائد کئے گئے کہ وہ ملک کی ان

سرحدات پر جو ہمارے دشمن ملک سے ملتی تھیں ایک نئے اور اہم دفاعی منصوبے کی تشکیل کرے ـــــ یہ فیصلہ ٹاپ سیکرٹ ہوا اور اس سلسلے میں ہونے والی تمام کارروائیاں اس قدر خفیہ رکھی گئی تھیں کہ حکومت اور فوج کے چند چوٹی کے آفیسران کے علاوہ اور کسی کو اس منصوبے کی ہوا بھی نہیں لگنے دی گئی تھی۔

منصوبے پر کامیابی سے کام ہوتا رہا۔ اس منصوبے کی حفاظت کے فرائض میرے ڈیپارٹمنٹ کے ذمے تھے ـــــ لیکن پچھلے دنوں سے مجھے جو رپورٹیں ملی ہیں اور میں نے جو گہری تحقیقات کرائی ہیں ان کے پیشِ نظر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ دشمن ملک کے سیکرٹ ایجنٹوں کو ہمارے اس خفیہ منصوبے کی بھنک مل چکی ہے اور اس منصوبے کے خلاف ان کی سرگرمیاں شروع ہو گئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس منصوبے کی کامیابی اور رازداری پر اس وقت ہمارے ملک کے دفاعی نظام کا انحصار ہے اس سلسلے میں اپنی رپورٹ آئندہ تجاویز کے لئے یہ ٹاپ سیکرٹ میٹنگ بلوائی گئی ہے" کرنل اے یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

میٹنگ میں موجود تمام ممبران اور بذاتِ خود کمانڈر انچیف کے چہرے پر بھی کرنل اے کی یہ رپورٹ سن کر تشویش کی لہر دوڑ گئی اور سب بے چین نظر آنے لگے۔

"کیا آپ اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں گے کہ ان سرگرمیوں کا آپ کو کیسے پتہ چلا ہے ـــــ اور آپ نے ان کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں"

کمانڈر انچیف نے پوچھا۔

"جی ہاں ـــــ سب سے پہلے اس منصوبے کے اہم سنٹر میں ایک انجنیئر گرفتار کیا گیا جو منصوبے کی تفصیلات کا نقشہ اپنے بوٹ کی ایڑی میں چھپائے سنٹر سے باہر جا رہا تھا۔ ایک خفیہ اطلاع کے پیشِ نظر اس کی تلاشی لی گئی تو وہ نقشہ

برآمد ہو گیا۔ اس انجینئر کو گرفتار کر لیا گیا —— لیکن گرفتاری کے چند گھنٹوں بعد وہ پراسرار طور پر مُردہ پایا گیا۔ خاصی تحقیقات کے باوجود اس امر کا پتہ نہ چل سکا کہ اسے کس نے ہلاک کیا اور کیسے؟ —— اس کے بعد منصوبے کی ایک خاص مشین سنٹر ہال سے گم ہو گئی۔ اس مشین کی گمشدگی کی رپورٹ ملتے ہی انٹیلی جنس نے بے حد دوڑ دھوپ کر کے چند گھنٹوں بعد سنٹر سے —— تقریباً دس میل دور ایک چرواہے کے قبضے سے وہ مشین برآمد کر لی اس چرواہے سے پوچھ گچھ کی گئی مگر اس نے جواب دینے کی بجائے دانتوں میں چھپا ہُوا کیپسول کھا کر خودکشی کر لی اور اس طرح تحقیقات کا دائرہ مزید وسیع نہ ہو سکا۔

پھر ہمارے ایک وائرلیس آپریٹر نے اچانک وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر پر ایک کوڈ پیغام سُن لیا —— یہ ایک نیا کوڈ تھا —— اس لئے اس نے اسے ٹیپ کر لیا۔ اس کا ٹیپ سن کر ہمارے کوڈ ماہرین نے اس کا حل دریافت کر لیا اور اس سے ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے اس منصوبے کے خلاف غیر ملکی جاسوس سرگرمِ عمل ہیں۔

کرنل لاے اتنا بتا کر خاموش ہو گئے۔

اس کا مطلب ہے —— ابھی تک ان جاسوسوں کے متعلق کوئی بنیادی کلیو نہیں مل سکا۔ کمانڈر انچیف نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں —— میرے ڈیپارٹمنٹ نے حتی الوسع کوشش کر لی ہے لیکن ابھی تک انتھک جدوجہد کے باوجود کوئی ایسا کلیو نہیں مل سکا جس کو لائن آف ایکشن بنا کر تحقیقات کا دائرہ وسیع کیا جا سکے —— چنانچہ میں نے مناسب سمجھا کہ اس کے متعلق رپورٹ پلیش کر دوں اور حکومت کی توجہ اس

طرف مبذول کراؤں ۔۔۔ کیونکہ میں سمجھتا کہ وہ منصوبہ اس وقت تکمیل کے بالکل قریب ہے اور ان حالات میں غیر ملکیوں کی پُراسرار سرگرمیاں ہمیں غیر معمولی نقصان بھی پہنچا سکتی ہیں ۔"

"ہونہہ" ۔۔۔

کمانڈر انچیف نے کچھ سوچتے ہوئے ہنکارا بھرا۔ ہال میں خاموشی تھی۔ کرنل اے اپنی کرسی پر بیٹھ چکے تھے۔

"اور کوئی صاحب اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں تو ا ......

کمانڈر انچیف نے ممبران پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں تک خاموشی رہی پھر بائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا۔

"سر ۔۔۔ کرنل اے کی رپورٹ انتہائی تشویشناک ہے۔ وہ منصوبہ ہمارے دفاعی نظام کا مرکز ہے۔ اس کی ہر ممکنہ حفاظت کی جائے اور اگر کرنل اے اسے ذاتی وقار کا مسئلہ بنا لیں تو میں ایک تجویز پیش کر دوں ۔"

"ہاں ۔۔۔ آپ ہر تجویز پیش کر سکتے ہیں ۔۔۔ یہ مسئلہ کرنل اے کا ذاتی مسئلہ نہیں بلکہ پورے ملک کا اجتماعی مسئلہ ہے اس لئے میں نہیں سمجھتا آپ کی کسی تجویز پر کرنل اے کو کوئی اعتراض ہو ۔۔۔ کمانڈر انچیف نے سوالیہ نظروں سے ممبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"بات یہ ہے کہ چونکہ یہ منصوبہ ہمارا کلیدی منصوبہ ہے اور جیسا کہ کرنل اے کا اس میٹنگ کو بلانے کا مقصد اور ان کی رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے وہ اور ان کی انٹیلی جنس غیر ملکی جاسوسوں کی سرگرمیوں کا پتہ چلانے میں اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہی ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اگر وزارت خارجہ کی سیکرٹ سروس

سرگرمیوں کا جلد پردہ چاک ہو جائے گا۔
اس تجویز کو سُن کر ہال میں گمبھیر خاموشی چھا گئی پھر کرنل اے اُٹھے۔
" صاحب صدر ـــــــ جہاں تک اس تجویز کا تعلق ہے اگر ہماری حکومت چاہے تو یہ مسئلہ سیکرٹ سروس کو سونپ سکتی ہے ـــــــ مگر جہاں تک جناب ممبر کی اس بات کا تعلق ہے کہ ملٹری انٹیلی باقاعدہ کام کر رہی ہے یا نہیں ـــــــ تو اس میٹنگ میں یہ مسئلہ پیش کرنے کا واحد مقصد یہ ہے کہ حکومت کی نظروں میں بھی غیر ملکی جاسوسوں کی سرگرمیاں آجائیں تاکہ ہماری حکومت بھی بروقت چوکنا ہو سکے ـــــــ کرنل اے کا لہجہ قدرے تلخ تھا۔

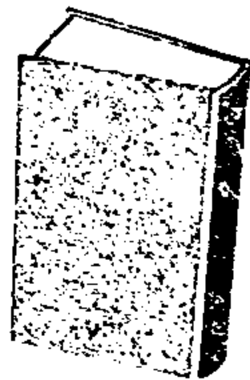
پھر باقی ممبران میں بھی یہ بحث چل نکلی کہ آیا اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایکسٹو کی خدمات حاصل کرنی چاہئیں یا نہیں ـــــــ جب اس طویل بحث کا کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا تو کمانڈر انچیف نے سب کو خاموش کرا دیا۔

" میرا ذاتی خیال ہے کہ فضول بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ـــــــ ہم کوئی رسک نہیں لینا چاہتے۔ اگر اس سٹیج پر ایکسٹو کی خدمات حاصل کر بھی لی جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے ـــــــ پہلے بھی ایکسٹو اور اس کی سیکرٹ سروس نے ملٹری انٹیلی جنس سے تعلق رکھنے والے بیشتر کیس حل کئے ہیں اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ " ایکسٹو " بخوشی اس کیس پر کام کرنے پر آمادگی ظاہر کر دے گا " ـــــــ کمانڈر انچیف نے فیصلہ سُنا دیا۔

" ٹھیک ہے ـــــــ ہم ایکسٹو کی ہر ممکن مدد کرنے کو تیار ہیں ـــــــ کرنل اے نے جواب دیا۔
اور پھر کرنل اے کی آمادگی دیکھ کر باقی سب ممبران نے بھی تائید کر دی۔

میں آج ہی اس مسئلہ کو وزارت خارجہ کے سیکرٹری کو پیش کرتا ہوں تاکہ اس پر فوری عمل ہوسکے ۔۔۔ تاخیر کا نتیجہ ہمارے حق میں نقصان دہ بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

کمانڈر انچیف نے کہا پھر ان کے اشارے پر میٹنگ برخواست کردی گئی ۔ ہال کے دروازے کھول دیئے اور کمانڈر انچیف واپس اپنی جیپ پر بیٹھ کر ہیڈکوارٹر کی عمارت سے چلے گئے ۔



عمران آجکل عجیب وغریب مشغلے میں مصروف تھا ۔۔۔ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اس لئے راوی نے چین ہی چین لکھا تھا مگر عمران کی سیماب فطرت طبیعت کو چین کہاں آسکتا تھا ۔

جب کوئی کیس نہ ہوتا تو وہ اپنی مرضی سے نئے نئے مشغلے ایجاد کرتا اور پھر تن من دھن سے اس میں مصروف ہوجاتا ۔

اس وقت تک جب تک کوئی نیا کیس سامنے نہ آجاتا ۔ ان دنوں اس کے سر پر غنڈوں کی محفلوں میں شریک ہونے کا بھوت سوار تھا ۔

کئی روز سے وہ ایسے ہوٹلوں، کلبوں، بار روم اور جوئے خانوں میں نظر آنے لگا تھا جو مقامی غنڈوں کی آماجگاہ تھے ۔۔۔ مقصد سوائے تفریح کے اور

کچھ نہیں تھا اور مقامی غنڈوں کے گروہوں "دارالحکومت" میں ان دنوں ایک نئے غنڈے کی آمد پر ہلچل سی مچی ہوئی تھی۔ اس نئے غنڈے کا نام تھا "جیگر" ـــــ انتہائی دلیر ـــــ پہلے درجے کا ہتھ چھٹ ـــــ اور چاقو زنی کا بہترین کھلاڑی ہونے کے باعث جلد ہی اس کی شہرت ہونے لگی۔

یہ جیگر عمران کا دوسرا رُوپ تھا۔

آج شام کو عمران جیگر کے میک اپ میں جب بندرگاہ کے ایک بدنام ترین اڈے میں داخل ہوا تو اس کے متعلق ہال میں موجود غنڈوں میں کاناپھوسی شروع ہو گئی ـــــ عمران اس وقت غنڈوں کے مخصوص لباس میں تھا۔ نیلی کاٹرائے کی پتلون اور اس پر پہنی ہوئی زرد جیکٹ ـــــ گلے میں پڑا ہُوا سرخ رومال دُور سے ہی شو کرتا تھا کہ اس کے پہننے والا غنڈہ ہے۔

پھر اس نے جس ٹائپ کا میک اپ کیا ہُوا تھا وہ سونے پر سہاگہ تھا ـــــ دائیں رخسار پر زخم کا لمبا سا نشان دیکھنے والے پر خواہ مخواہ کی ہیبت طاری کر دیتا اس اڈے میں پچھلے دو دنوں سے متواتر آ رہا تھا۔ چنانچہ آج بھی ہال میں داخل ہوتے ہی وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

کاؤنٹر پر اڈے کا مالک اور دارالحکومت کا مشہور بدمعاش ٹونی موجود تھا۔ ٹونی دارالحکومت کا سرکردہ بدمعاش تھا۔ غنڈوں کے حلقے میں اس کا نام خوف کے تاثرات سے لیا جاتا تھا ـــــ بڑے سے بڑا غنڈہ اس کے نام سے کانپتا تھا کیونکہ وہ بات بعد میں کرتا اور چاقو پہلے چلاتا۔

عمران کاؤنٹر پر جا کر رُک گیا۔

"ہیلو ٹونی ـــــ مزے ہو رہے ہیں" ـــــ اس نے غنڈوں کی طرح آنکھ مارتے ہوئے ٹونی سے کہا۔

ٹونی کے لئے یہ بات نئی تھی کہ اجنبی غنڈہ اس سے اس بے تکلف لہجے میں بات کرے ـــــ عمران سے اس کا پہلی بار سابقہ پڑا تھا۔ وہ آج کافی دن غائب رہنے کے بعد اڈے پر آیا تھا۔

"تم کون ہو ـــــ اور تمہیں اس لہجے میں بات کرنے کی جرأت کیسے ہوئی"؟

ٹونی کا لہجہ کٹکھنے کتے کی طرح تھا۔

"مجھے جیکر کہتے ہیں ـــــ اور میں اس لہجے میں بات کرنے کا عادی ہوں مسٹر ردی۔ عمران کے لہجے میں تمسخر تھا اور ٹونی پھٹ پڑا۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ـــــ میں اجنبیوں پر ہاتھ اٹھانے کا قائل نہیں ـــــ ورنہ ابھی آنتیں باہر نکال دیتا۔ اس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ـــــ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ ـــــ شکل تو دیکھو آنتیں باہر نکالنے والی" ـــــ عمران نے اسے مزید غصہ دلایا۔

پورے ہال پر سکوت مرگ چھا گیا ـــــ چند نظروں میں عمران کے لئے ہمدردی تھی کیونکہ ان کے خیال میں اب عمران کو موت یقینی تھی ـــــ ٹونی کو غصہ دلانے والا شخص کبھی زندہ نہیں رہ سکا تھا اور ظاہر تھا کہ عمران کی بات سن کر ٹونی کے پتنگے لگ گئے ہوں گے ـــــ وہ اچھل کر کاؤنٹر سے باہر آگیا۔

عمران بھی چار قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا ـــــ اس کی آنکھوں میں اب بھی تمسخر تھا جیسے کوئی آدمی دلچسپی سے کسی جادو کے تماشے کو دیکھ رہا ہو۔

دوسرے لمحے ہال میں چاقو کھلنے کی کڑکڑاہٹ گونج اٹھی ـــــ ٹونی کے ہاتھ میں ایک لمبا چاقو چمک رہا تھا اور وہ اب زہر بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

ٹونی کے چاقو پکڑنے کے انداز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ اسے چاقو زنی کے فن میں مہارت کا درجہ حاصل ہے۔

عمران اب محتاط ہو گیا۔

اور پھر دوسرے لمحے ہال میں ایک برق سی کوندی ——— ٹونی عمران پر حملہ آور ہو چکا تھا۔ مگر اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کے مقابلے میں ایک معمولی غنڈہ نہیں بلکہ دنیا کا چالاک ترین شخص کھڑا تھا۔ چنانچہ حملہ ہوتے ہی عمران تڑپ کر اچھلا اور پھر ٹونی سامنے والی میزوں سے ٹکراتا ہوا فرش پر جا گرا ——— عمران ایک طرف کھڑا تھا۔

"کیا ہوا ٹونی ——— کیا لانگ جمپ کا مظاہرہ کر رہے ہو"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہال میں موجود غنڈے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بیروں نے میزیں ہٹا کر وہاں باقاعدہ مقابلے کی جگہ بنا دی۔

ٹونی فرش سے اٹھا تو اس کی آنکھوں میں غصے کے چراغ جل رہے تھے۔

آج زندگی میں پہلی بار اس کا حملہ ناکام ہوا تھا ——— ویسے وہ کچھ محتاط بھی ہو گیا تھا کیونکہ اسے مقابل کی پھرتی کا اندازہ ہو چکا تھا۔

پھر وہ چاقو کو دائیں بائیں تیزی سے لہراتا ہوا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا عمران کی طرف بڑھنے لگا ——— جب چار قدم کا فاصلہ رہ گیا تو اس کے ہاتھ میں تیزی آ گئی ——— ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ایک ہاتھ میں چاقو دوسرے ہاتھ میں چلا جاتا۔ یہ عمل اس تیزی سے ہو رہا تھا کہ چاقو پر نگاہ نہیں جمتی تھی۔ یہ چاقو کا خوفناک اور خطرناک ترین داؤ تھا۔ مقابل فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کس ہاتھ میں چاقو رکھ کر وار کرے گا۔

عمران کی نگاہیں اس کے ہاتھوں پر مسلسل جمی ہوئی تھیں۔ وہ جانتا تھا کہ

ذرا سی بھی اندازے کی غلطی کا خاصا خطرناک نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔
پھر ٹونی نے حملہ کر دیا۔
برق جیسی تیزی سے اس کا چاقو عمران کے سینے کی طرف لپکا۔ صرف ایک جھپکی اور دوسرے لمحے ٹونی چیختا ہوا عمران کے اوپر سے ہوتا ہوا فرش پر جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے چاقو چھوٹ کر ایک طرف جا گرا تھا۔
دراصل عمران نے حیرت انگیز پھرتی سے کام لیا تھا اس نے ایک ہاتھ تو چاقو والے ہاتھ پر مارا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو پکڑ کر زوردار جھٹکا دیا۔ جھٹکا اتنا شدید تھا کہ ٹونی کے پیر اکھڑ گئے اور وہ عمران کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔
ٹونی نے گرتے ہی اٹھنے میں پھرتی دکھائی تھی۔
"گڈ ہائی جمپ مسٹر ٹونی" ـــــ عمران نے تماشائیوں کی طرح تالیاں بجا کر داد دیتے ہوئے کہا۔
اور ہال میں موجود غنڈے عمران کی بے جگری اور دلیری کے دل سے قائل ہو گئے۔ وہ ایسا محسوس کر رہے تھے جیسے عمران ایک خطرناک ترین آدمی سے لڑ نہیں رہا۔ بلکہ سرکس کے کھیل دکھا رہا ہے۔
ٹونی اُٹھتے ہی عمران پر جھپٹا۔ اس بار عمران سینہ تانے کھڑا رہا پھر جیسے ہی ٹونی اس کے قریب پہنچا۔ عمران نے ایک گھونسہ اس کے پیٹ پر مارا۔ دوسرے ہاتھ کے زبردست وار نے اس کے جبڑے زخمی کر دیئے۔ ٹونی کراہ کر فرش پر آ گرا۔
پھر عمران نے اسے اُٹھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔
اس نے ٹونی کو ٹھوکروں پر رکھ لیا۔ اس کی ٹانگیں مشین کی طرح چل رہی

تھیں اور پھر چند ہی لمحوں بعد ٹونی جیسا غنڈہ بھی چیں بول گیا وہ بیہوش ہو چکا تھا یا مزید مار کھانے سے بچنے کے لئے بے ہوش بن گیا۔

اسے ساکن ہوتے دیکھ کر عمران نے یوں لاپرواہی سے ہاتھ جھاڑے جیسے ابھی ابھی اس نے کپڑوں پر سے گرد جھاڑی ہو اور پھر آگے بڑھ کر کاؤنٹر پر کہنی رکھ کر ہال میں موجود افراد کی طرف دیکھنے لگا۔

اڈے کے دیٹروں نے جلدی سے آگے بڑھ کر بے ہوش ٹونی کو اٹھایا۔ اور پھر ایک نے برانڈی کی بوتل سے چند قطرے اس کے منہ میں ٹپکائے ——— ٹونی جلد ہی ہوش میں آگیا۔ اس کے چہرے سے جابجا خون رس رہا تھا۔ وہ کراہتا ہوا اٹھا اور پھر اس نے دیٹر کے ہاتھ سے جھپٹ کر برانڈی کی بوتل لی اور منہ سے لگا لی۔

اس وقت تک اس نے بوتل کو منہ سے علیحدہ نہ کیا جب تک اس سے نکلنے والا آخری قطرہ تک اس کے حلق میں نہ چلا گیا۔ بوتل اس نے فرش پر دے ماری اور پھر بازو سے منہ پونچھ کر وہ عمران کی طرف دیکھنے لگا جو بڑی معصومیت سے کاؤنٹر پر کہنی ٹیکے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

ٹونی قدم بہ قدم عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

ہال میں موجود تمام غنڈوں کے دل اس کے ہر قدم پر تیزی سے دھڑک رہے تھے۔

عمران بلا حس وحرکت بُت بنا کھڑا تھا۔ قریب پہنچ کر ٹونی ایک لمحے کے لئے رکا۔

"تم بہت بہادر ہو جبگر ——— ورنہ آج تک لڑائی میں ٹونی کو کوئی ہاتھ نہیں لگا سکا۔

میں بہادروں کی عزت کرتا ہوں ۔۔۔ کیا تم میری دوستی قبول کرو گے؟
ٹونی نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ نرمی تھی۔
"میری تم سے لڑائی ہی کب ہوئی ہے مسٹر ٹونی ——— اس معمولی سی اچھل کود کو میں لڑائی میں شمار نہیں کرتا"
عمران نے لاپرواہی سے کہا اور ٹونی شرمندگی سے ہنس پڑا۔
"تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ مجھے تمہاری دوستی پر فخر ہے" ٹونی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔
"میرے ساتھ آفس چلو ——— میں تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں"
اس نے اپنے مخصوص کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"چلو" ——— عمران نے جواب دیا اور پھر ٹونی اور عمران آگے پیچھے چلتے ہوئے آفس میں داخل ہوتے اور ہال میں عمران کی بہادری، بے جگری اور لڑائی کے فن میں ماہریت کے متعلق تیز سرگوشیاں بکھر گئیں۔
"بیٹھو!" ٹونی نے بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھتے ہوئے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔
عمران کرسی پر بیٹھ گیا۔
"کیا پیو گے ——— ؟" ٹونی نے دوستانہ لہجے میں پوچھا۔
"سادہ پانی" ——— عمران نے معصومیت سے جواب دیا۔
"نہیں" ——— ٹونی اب اتنا گیا گزرا بھی نہیں کہ اپنے دوستوں کو سادہ پانی ہی پلاتے۔
بولو ——— کونسی شراب پیو گے ——— اس کمرے میں دنیا کی نایاب شرابوں کا ذخیرہ ہے۔ تم نام لو ——— میں تمہیں وہی شراب پلاؤں گا۔ ٹونی

نے بڑے فخر سے کہا۔
"چلو ــــ چائے پلوا دو" عمران نے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔
"کیوں" ــــ تم شراب کیوں نہیں پیتے؟ اس بار ٹونی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
"ڈیڈی مارتے ہیں ــــ وہ کہتے ہیں اچھے بچے شراب نہیں پیا کرتے"
عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔
اور ٹونی حیرت زدہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے عمران کی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئی ہو ــــ اور پھر وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
"خوب ــــ خوب ــــ تمہارا جواب نہیں"
"میرا سوال ہی کب ہے جو جواب ہو"
عمران نے جواب دیا اور ٹونی کا قہقہہ چھتوں کو اُڑانے لگا۔ وہ ہنستے ہنستے بے حال ہو رہا تھا۔
چند لمحوں بعد جب اس کی حالت سنبھلی تو اس نے کال بیل دبائی۔ دوسرے لمحے ایک ویٹر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔
"دو کپ چائے لاؤ ــــ آج میں بھی اپنے دوست کے ساتھ چائے پیئوں گا"
ٹونی نے غراتے ہوئے ویٹر سے کہا اور ویٹر چائے کا نام سن کر گھبرا گیا۔ شاید اس اڈے میں آج تک چائے طلب ہی نہیں کی گئی تھی۔
"مم ــــ مگر باس چائے"؟ ویٹر بوکھلا کر بولا۔
"بنا کر لاؤ ــــ جلدی" ــــ ٹونی نے اُسے ڈانٹ دیا اور وہ اُلٹے

پاؤں کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہاں دوست ـــ اب تم اپنا مکمل تعارف کراؤ" ـــ ٹونی نے میز پر کہنیاں ٹیکتے ہوئے کہا۔

"تعارف کیا کراؤں ـــ بس اتنا سن لو کہ میرا نام جیگر ہے۔ دارالحکومت سے چھ سو میل دور ایک شہر میں رہتا ہوں ـــ آیا تو یہاں سیر کرنے کے لئے تھا مگر اب مستقل رہنے کا ارادہ کر لیا ہے" عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کس کے گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟" ٹونی کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

"گروہ ـــ گروہ سے تمہارا کیا مطلب ـــ اگر اس سے مطلب کسی کی ملازمت ہو تو یہ خیال دل سے نکال دو ـــ جیگر آزاد ہے ـــ اور ہمیشہ آزاد رہا ہے ـــ میں خود اکیلا ایک گروہ ہوں" عمران نے اس پر مزید رعب جھاڑا۔

"اچھا ـــ چلو مان لیا ـــ کیا تم میرے ساتھی بن جاؤ گے ـــ ملازم نہیں بلکہ ساتھی کہہ رہا ہوں" ٹونی نے پوچھا۔

"تم خود گروہ کے سرغنہ ہو یا تمہارا ابھی کوئی باس ہے" عمران نے جواب دینے کی بجائے سوال کر ڈالا۔

"میرا اپنا گروہ ہے ـــ میں بھی باس پالنے کا عادی نہیں ہوں" ـــ ٹونی نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا کام کرتے ہو؟"

عمران نے ایک اور سوال کیا۔

"ہر قسم کا کام ——— جو بھی مل جاتے یا ہاتھ لگ جاتے"۔
"مثلاً" ——— عمران نے پوچھا۔
"مثلاً قتل۔ ڈاکے۔ سمگلنگ۔ بلیک میلنگ وغیرہ وغیرہ"۔

ٹونی نے جواب دیا۔
وہ شاید عمران سے بُری طرح متاثر ہو گیا تھا بھی تو اتنی تفصیل سے سب بتلا رہا تھا۔
"نہیں یہ چھوٹے موٹے کام ہیں"۔ یہ کام تو ہر غنڈہ کرتا ہے"۔ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔
"پھر تمہارا کیا خیال ہے ——— کیا کرنا چاہتے ہو"۔ ٹونی کے لہجے میں تھی۔
"کوئی بین الاقوامی قسم کا چکر ہو تو مزہ آتے۔ ان کاموں میں کیا رکھا ہے"
عمران نے حقارت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
"اگر تم میرے ساتھ مل جاؤ ——— تو یہ بھی ہو سکتا ہے"۔
ٹونی نے سرگوشی میں جواب دیا اس کا لہجہ پُراسراریت لیئے ہوتے تھا
"کوئی کام ہے نظر میں ——— ؟"
عمران نے بھی دلچسپی لیتے ہوتے پوچھا۔
"ہاں ——— مگر پہلے تم ساتھ ملنے کا وعدہ کرو۔ تب بتلاؤں گا"۔ ٹونی نے جواب دیا۔ اتنے میں ویٹر چائے لے کر آ گیا۔ اس نے ٹرے میز پر رکھی اور خاموشی سے باہر جانے لگا۔
"سنو جب تک میں نہ کہوں کوئی اس کمرے کے نزدیک بھی نہ پھٹکے"
ٹونی نے ویٹر سے کہا۔

اور دیٹر سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ جاتے جاتے وہ دروازہ بند کر گیا تھا۔

ٹونی نے چائے بنائی اور پھر ایک پیالی عمران کے سامنے رکھ کر دوسری اپنے سامنے کھسکا لی۔

"پھر وعدہ کرتے ہو ــــ" ٹونی نے پوچھا۔

"پہلے یہ بتاؤ وعدہ کس طرح کیا جاتا ہے؟" عمران نے معصومیت سے پوچھا

"کہو وعدہ کرتا ہوں۔" ٹونی نے اسے یوں سمجھایا۔ جیسے استاد بچّوں کو سبق پڑھاتا ہے۔

"وعدہ کرتا ہوں۔" عمران نے طوطے کی طرح سبق رٹ دیا۔

"گڈ ـــــ"

ٹونی نے کہا اور پھر چائے کی چسکیاں لینے لگا۔

اسے شاید عمران پر اندھا دھند اعتماد ہو گیا تھا۔ ویسے بھی غنڈوں کی فطرت ہے کہ وہ جس سے متاثر ہو جائیں اس پر اندھا دھند اعتماد کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان میں منافقت نہیں ہوتی وہ انتہائی صاف دل ہوتے ہیں۔ یہ ان کی فطرت ہوتی ہے۔

"سنو ـــــ آج کل ہمارے ملک میں ایک غیر ملکی جاسوسوں کی ٹیم آئی ہوئی ہے۔ وہ یہاں کوئی کام کرنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے انہیں بے جگر اور با اعتماد لوگوں کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مجھ سے فون پر بات کی ہے مگر ابھی تک میں نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔" ٹونی نے سرگوشی کے سے انداز میں عمران کو بتلایا۔

عمران بے اختیار چونک پڑا۔

اس کے تو ذہن میں بھی نہیں تھا کہ معاملہ یہاں تک بھی پہنچ سکتا ہے وہ تو ویسے ہی ٹونی کو چڑانے کے لئے بات کر رہا تھا۔

اس کا خیال تھا زیادہ سے زیادہ ٹونی کسی انٹرنیشنل سمگلنگ ریکیٹ کی بات کرے گا۔ مگر ٹونی نے جو انکشاف کیا تھا وہ اس کے لئے انتہائی اہم

"تم چونکے کیوں ۔۔۔ ؟" ٹونی جو بغور اسے دیکھ رہا تھا، نے قدرے مشکوک انداز میں پوچھا۔

"چونکا اس لئے کہ یہ کام میری مرضی کے مطابق ہے۔ اس میں خاصا دھول دھپا ہے۔"

عمران نے اس سے مزید معلومات لینے کے لئے بات بنائی ۔۔۔ اب وہ نہیں چاہتا تھا کہ ٹونی اس سے مشکوک ہو جائے۔

"دھول دھپے کے علاوہ رقم بھی ملتی ہے۔" ٹونی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن کام کی نوعیت کیا ہے ۔۔۔ یہ بھی تو پتہ چلے ۔۔۔ ؟" عمران نے سوال کیا۔

"جب ان سے ہاں کہیں گے تو وہ بتائیں گے ۔۔۔ آج کسی بھی وقت ان کا فون آئے گا تو میں رضامندی ظاہر کر دوں گا۔ پھر تفصیلات کا بھی علم ہو جائے گا۔"

ٹونی نے بتلایا۔

"اوکے ۔۔۔ اب مجھے اجازت دو ۔۔۔ کل پھر ملاقات ہو گی۔ تو بات کر لیں گے۔" عمران نے اجازت چاہی۔

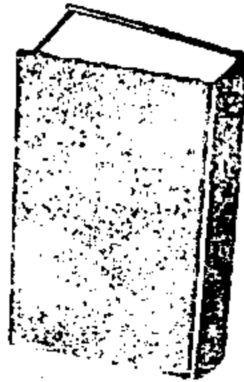
"ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر تمہاری رہائش کہاں ہے تاکہ اگر فوری ضرورت

پڑے تو تمہیں اطلاع کر سکوں۔ ٹونی شاید اس کی رہائش گاہ کے متعلق معلومات چاہتا تھا۔

"فی الحال تو جہاں جی چاہتا ہے ــــ رات گزار لیتا ہوں ــــ جلد ہی کوئی مستقل بندوبست کر لوں گا" عمران نے اسے ٹالتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر میرے پاس رہ پڑو" ٹونی نے اسے آفر کی۔

"نہیں ــــ فی الحال نہیں ــــ بعد میں سوچوں گا" عمران نے لاپرواہی سے کہا اور پھر ٹونی سے ہاتھ ملا کر باہر آ گیا۔



یہ آفیسرز کالونی کی خاصی بڑی کوٹھی تھی۔

کوٹھی کے ارد گرد باقاعدہ ملٹری کی گارڈ گشت کر رہی تھی۔ چاروں طرف لگی ہوئی سرچ لائٹوں نے کوٹھی کے ایک ایک انچ کو روشن کر رکھا تھا۔ اندر کمپاؤنڈ میں خوفناک کتوں کا راج تھا۔

یہ کمانڈر انچیف ظفر آفریدی کی رہائش گاہ تھی اور یہ سب حفاظتی اقدامات تھے جو حکومت کی طرف سے کئے گئے تھے۔

رات کے دو بجے تھے۔

چاروں طرف پُراسرار سکوت طاری تھا۔ ایسی خاموشی جس میں صرف

گشت کرنے والے سپاہیوں کے بھاری بوٹوں کی آوازیں گونج پیدا کر رہی تھیں اچانک اس کوٹھی سے دوسری کوٹھی کی پشتی دیوار سے ایک سایہ سا رینگتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ کوٹھی ختم ہوتے ہی وہ زمین پر رینگنے لگا۔

اس کے جسم پر سیاہ لباس تھا اور کوٹھی کی دیواروں پر پڑنے والی تیز روشنی کی وجہ سے دیواروں کے پار کے ماحول میں گھمبیر تاریکی کا راج تھا۔ وہ رینگتا ہوا کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ اس حد کے قریب پہنچا جہاں روشنی اور تاریکی آپس میں گلے مل رہی تھیں۔ تو وہ رک گیا۔

اس نے ایک لمحہ کے لئے بغور ادھر اُدھر دیکھا!

گشت کرنے والی پارٹیاں دو دو سپاہیوں پر مشتمل تھیں جو ہاتھوں میں برین گنیں اٹھائے ہوتے آجا رہے تھے۔ سایہ نے محسوس کیا کہ دونوں پارٹیاں دیوار کے ایک کونے کو کراس کرتی ہیں تو ان کے درمیان پانچ منٹ کا وقفہ ہوتا ہے۔ پانچ منٹ کافی لمبا عرصہ ہے۔ اس نے اسی وقفے سے فائدہ اٹھانا چاہا پھر وہ رینگتا ہوا اس درخت کے قریب رک گیا۔ جس پر سرچ لائٹ فٹ تھی۔

اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی مشین نکالی اور پھر اس میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بغیر کوئی آواز پیدا کئے اس میں سے ایک پتلی سی راڈ باہر نکلتی چلی گئی وہ بٹن کو مسلسل دباتے ہوتے تھا اور راڈ اونچی چلی جا رہی تھی۔

اس نے راڈ کو اس تار سے ٹکا دیا اور پھر سامنے دیکھنے لگا۔ جب ایک گشتی پارٹی نے وہ کونا عبور کیا اس نے مشین کا ایک دوسرا بٹن دبا دیا۔ ایک جھماکہ ہوا اور دوسرے ہی لمحے تمام سرچ لائٹیں بجھ گئیں۔ بجلی کا سلسلہ منقطع ہو ہو چکا تھا۔ لائٹیں اچانک بجھتے ہی وہاں تاریکی چھا گئی۔ اتنی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی

نہیں دیتا تھا۔

اس نے مشین کا ایک اور بٹن دبا دیا اور وہ راڈ سرسراتی ہوئی برق جیسی تیزی سے واپس مشین میں سمٹتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے پورا ماحول زوردار سیٹیوں سے گونج اٹھا۔ شاید یہ خطرے اور ہوشیار رہنے کی سیٹیاں تھیں جو سپاہی ایک دوسرے کو آگاہ کرنے کے لیے بجا رہے تھے۔

سایہ نے مشین جیب میں ڈالی اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا دیوار کے قریب پہنچتے ہی وہ بُری طرح لہرایا اور پھر دوسرے لمحے وہ دیوار پر لگی ہوئی الیکٹرک تاروں میں الجھا ہوا تھا۔

بجلی کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لیے یہ تاریں اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی تھیں۔ پھر وہ ان سے الجھتا ہوا اندر کمپاؤنڈ میں گر گیا۔

ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا —— اور پھر کمپاؤنڈ کتوں کی گرج دار آوازوں سے گونج اٹھی۔ کُتوں نے اس کی بُو سونگھ لی تھی۔ وہ سب اس کی طرف لپکے، مگر وہ سیاہ پوش جس کی آنکھیں اندھیرے میں بھی بلی ہی کی طرح چمک رہی تھیں۔ زگ زیگ انداز میں بھاگتا ہوا عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ ایک کتے کا البتہ داؤ اس پر چل گیا۔

اس کی ٹانگ کُتے کے منہ میں آئی مگر دوسرے لمحے کُتا ایک بھیانک چیخ مارتا ہوا الٹ گیا۔ سیاہ پوش نے خنجر استعمال کیا تھا۔ چاروں طرف سیٹیوں اور کُتوں کے شور نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ سیاہ پوش شاید کوٹھی کے محل وقوع سے اچھی طرح واقف تھا۔ کیونکہ کُتے سے ٹانگ چھڑاتے ہی وہ ایک پائپ پر بندر کی طرح چڑھتا چلا گیا۔

کُتے وہاں اکٹھے ہو کر بھونک رہے تھے پھر فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔

شاید سپاہیوں نے گھبرا کر فائرنگ شروع کر دی تھی مگر سیاہ پوش چھت پر پہنچ چکا تھا۔ کوٹھی کے اندر بھی ہلچل کی آوازیں آرہی تھیں۔ شاید اندر بھی گھبراہٹ میں گھر کے افراد بھاگے پھر رہے تھے کسی کی سمجھ میں اصل چکر نہیں آرہا تھا۔

سیاہ پوش چھت پر بھاگتا ہوا برآمدہ کی چھت پر پہنچ گیا جو اصل چھت سے تقریباً پانچ فٹ نیچے تھی۔ برآمدے میں اسے ایک روشن دان نظر آیا۔ جو کھلا ہوا تھا۔ سیاہ پوش نے پھرتی سے وہی مشین جیب سے نکالی اور پھر اس کا بٹن دبا دیا۔ ایک پتلی سی راڈ اس میں سے نکلی اور دوسرے لمحے روشن دان میں لگی ہوئی لوہے کی سلاخیں موم کی طرح پگھلتی چلی گئیں۔ وہ جسم کو سکیڑ کر روشندان کے اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا بڑا ہال تھا۔

وہ چند لمحے روشن دان سے لٹکا ہوا اندر دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اندازے سے چھلانگ لگا دی لیکن نیچے گرنے کی ہلکی سی آواز بھی نہ اُبھری۔ یہ شاید اسٹور تھا کیونکہ اس کے پاؤں کسی نرم چیز سے ٹکرائے تھے اور پھر وہ لڑھکتا ہوا آگے چلا گیا لیکن اب بھی اس کا جسم کسی نرم اور گداز چیز پر رہا پھر اس نے اُٹھ کر ہلکی سی چھلانگ لگائی اور اب وہ فرش پر کھڑا تھا۔ فرش پر رُکتے ہی وہ تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹا۔ اسی لمحے اچانک بجلی کی رَو واپس آگئی۔ شاید فیوز جوڑ دیا گیا تھا۔

سایہ جو دروازے سے باہر نکل رہا تھا ٹھٹھک کر واپس دروازے میں سمٹ گیا۔ راہداری کے دوسرے سرے پر دو ملٹری کے آدمی بھاگے ہوئے آرہے تھے۔ سایہ واپس اندر چلا گیا۔ جب سپاہی آگے بڑھ گئے تو اس نے پھرتی سے دروازے سے چھلانگ لگائی اور پھر روشن راہداری میں بھاگتا

چلا گیا۔

اچانک راہداری کے موڑ سے ایک آدمی اس سے ٹکرایا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی چیخ سے پوری کوٹھی گونج اٹھی۔ سایے نے اس کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا تھا۔ خنجر وہیں چھوڑ کر وہ جھپٹ کر ایک دروازے کے قریب پہنچا ——— اور پھر اسی لمحے دروازہ کھلا اور کمانڈر انچیف گھبراتے ہوئے باہر نکلے۔ شاید وہ دردناک اور طویل چیخ انہیں باہر کھینچ لائی تھی۔

وہ دروازے سے نکل کر اس طرف بڑھے۔ جہاں ابھی تک وہ سپاہی پڑا تڑپ رہا تھا۔ ان کے باہر نکلتے ہی وہ سایہ جھپٹ کر دروازے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیروں میں شاید کریپ سول کے جوتے تھے اس لئے اس کے چلنے سے ہلکی سی آواز بھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ یہ کمرہ کمانڈر انچیف صاحب کی خواب گاہ تھی۔

سایہ اندر داخل ہوتے ہی ان کے بڑے بستر کے نیچے سمٹ گیا۔ اب وہ وہاں پڑا طویل سانس لے رہا تھا جیسے میلوں لمبی دوڑ لگا کر آیا ہو اور واقعی یہ اس کی ہمت اور دلیری تھی کہ وہ ملٹری کے اتنے زبردست حصار کو توڑ کر یوں کمانڈر انچیف کی خوابگاہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

پوری کوٹھی میں مختلف لوگوں کے قدموں کی آوازیں آرہی تھیں اور وہ سیاہ پوش دم سادھے مسہری کے نیچے پڑا تھا۔

دوسرے لمحے اس نے کمانڈر انچیف کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا۔ کمانڈر انچیف کے پیچھے ایک اور آدمی تھا۔

"کیپٹن یوسف ——— پوری کوٹھی چھان مارو ——— مجرم کوٹھی میں موجود ہے۔ کوٹھی کے گرد حصار باندھ لو ——— وہ جہاں کہیں بھی ہے اسے ہر حالت میں گرفتار کر کے لے آؤ۔" کمانڈر انچیف صاحب غصے سے چیخ رہے تھے

ابھی ملزم گرفتار ہو جائے گا"۔ مخاطب جو سیکورٹی آفیسر تھا، نے اٹینشن ہو کر جواب دیا اور پھر وہ دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"سر، ساری کوٹھی کی مکمل تلاشی لی جا رہی ہے ——

کمانڈر انچیف نے دروازہ بند کیا اور اس کی کنڈی چڑھا دی شاید اس خطرے کے پیش نظر کہ مجرم کہیں اندر نہ آجائے۔

پھر وہ کمرے میں ٹہلنے لگے۔

چند منٹ تک ٹہلنے کے بعد وہ بستر پر بیٹھ گئے۔ ان کے بستر پر بیٹھتے ہی وہ سیاہ پوش مسہری کی دوسری طرف کھسکنے لگا۔

جلد ہی وہ مسہری کے نیچے سے نکل آیا۔

اب کمانڈر انچیف کی پشت اس کی طرف تھی۔ اس نے جیب سے ایک رومال نکالا اور دوسرے لمحے جھپٹ کر اس نے کمانڈر انچیف کی گردن پکڑ لی۔ رومال والا ہاتھ کمانڈر انچیف کی ناک پر مضبوطی سے جما ہوا تھا۔

ظفر آفریدی صاحب نے چند لمحے تک تو اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر پھر ان کی حرکات بتدریج سست پڑتی چلی گئیں پھر وہ بے ہوش ہو چکے تھے۔ رومال پر چھڑکا ہوا کلوروفارم اپنا کام کر چکا تھا۔

ان کے بے ہوش ہوتے ہی سیاہ پوش نے رومال واپس جیب میں ڈالا اور پھر ایک لمحے کے لئے ادھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی مگر پیچیدہ سی مشین نکالی۔ مشین کا بٹن دباتے ہی اس میں سے ایک تیز ترین مگر باریک شعاع نکلی۔ یہ سیر ریز پھینکنے والی مشین تھی —— اس نے مشین ان کی بائیں آنکھ کے سامنے کی اور دوسرے ہاتھ سے وہ ان کی آنکھ کھولے ہوئے تھا۔ شعاع سیدھی ان کی بائیں آنکھ کی پتلی پر آرہی تھی۔

ایک لمحے بعد اس نے مشین کا بٹن بند کیا اور اسے ایک طرف رکھ دیا۔ پھر اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی چمٹی نکالی اور دوسرے لمحے چمٹی کی نوک سے اس نے کمانڈر انچیف کی بائیں آنکھ کی پتلی اٹھالی—— سیر شعاعوں نے پتلی کو بڑی نفاست سے کاٹ دیا تھا۔ پتلی ایک طرف رکھ کر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور پھر شیشی کا ڈھکن کھول کر چمٹی سے اس میں سے ایک انسانی پتلی باہر کھینچی اور دوسرے لمحے چمٹی سے اس نے وہ پتلی آنکھ کے اس خلا میں ٹکا دی جو ان کی اصل پتلی نکلنے سے بن گیا تھا۔

ایک لمحے بعد اس نے مشین بند کر کے جیب میں ڈالی۔ بستر پر پڑی ہوئی پتلی چمٹی سے اٹھا کر شیشی میں رکھی اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

کمانڈر انچیف بستر پر پڑے تھے۔ جدید ترین ایجاد سیر شعاع نے ان کی آنکھ کا آپریشن کر دیا تھا۔ ایک عجیب وغریب آپریشن جس میں شاید دو یا تین منٹ سے زیادہ نہیں لگے تھے نہ ہی خون بہا اور نہ ہی آپریشن روم کی ضرورت پڑی۔

سیاہ پوش نے دروازہ کھولا—— اور پھر ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد وہ راہداری میں نکل آیا۔ راہداری کی دیوار سے ہوتا ہوا وہ جیسے ہی موڑ پر آیا ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ سامنے سے دو آدمی ہاتھ میں برین گنیں اٹھائے آ رہے تھے وہ جھپٹ کر پیچھے مڑا اور پھر دیوار کے ساتھ ہی لگ کر پیچھے ہٹنے لگا۔

اچانک پچھلے موڑ سے بھی دو آدمی ہاتھوں میں برین گنیں اٹھائے

آتے نظر آئے اب سیاہ پوش پھنس چکا تھا۔

اس نے پھرتی سے جیب سے ایک دستی بم نکالا اور پلک جھپکنے میں وہ اس کی پن کھینچ کر پیچھے آنے والوں پر پھینک چکا تھا —— جب بم اس کے ہاتھ سے نکل کر ان کی طرف پہنچا اس وقت شاید انہوں نے اسے دیکھ لیا تھا۔ کیونکہ وہ برین گنیں سیدھی کر ہی رہے تھے کہ بم پھٹ گیا اور پھر ایک زوردار دھماکے سے ان آدمیوں سمیت راہداری کے بھی پرخچے اڑ گئے۔

پھر وہ تیزی سے آگے بھاگا اور سامنے آنے والے آدمیوں سے ٹکرا گیا۔ پھر وہاں بھی ایک بم پھٹ گیا۔ بم شاید اس نے ہاتھ میں لے رکھا تھا۔ اور پن کھینچ کر انگوٹھا لیور پر رکھا ہوا تھا۔

شدید دھماکہ ہوا۔

سیاہ پوش بھی لڑکھڑایا۔ لیکن پھر اچھلتا ہوا آگے بڑھا۔ جلد ہی وہ اس کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا جس کے روشندان سے وہ اندر داخل ہوا تھا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کیا پھر اس نے جھک کر جیب سے وہی فیوز اڑانے والی مشین نکالی تھی کہ ایک زوردار آواز وہاں گونج اٹھی۔

"ہینڈز اپ" —— خبردار اگر حرکت کی۔

یہ آواز روشن دان سے آئی تھی —— جہاں شاید سیکورٹی آفیسر نے مستقل ایک آدمی کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی اور یہی اس آپریشن کے دوران اس کی واحد غلطی تھی کہ وہ دوبارہ اسی کمرے میں آگیا تھا جہاں وہ ایک بار پہلے بھی ہو گیا تھا۔

سیکورٹی آفیسر نے صحیح اندازہ لگایا تھا ——— کہ مجرم بھاگتے وقت وہیں ——— آئے گا۔

آواز سنتے ہی سیاہ پوش پھرتی سے بڑھا اور اس نے وہ مشین ہی اس روشن دان کی طرف اچھال دی مگر سپاہی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی برین گن چل پڑی۔ گولیوں کی ایک بوچھاڑ نے سیاہ پوش کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

ادھر مشین کے دیوار سے ٹکراتے ہی ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور کمرے کے پرخچے اڑ گئے۔

مردہ سیاہ پوش ملبے کے نیچے دب چکا تھا اور ملبے کے اوپر اس سپاہی کے جس نے اس پر گولیاں چلائی تھیں ٹکڑے بکھرے ہوتے تھے۔

کمانڈر انچیف کی سفارش پر کیس سیکرٹ سروس کے حوالے کیا جا چکا تھا۔
اس وقت رات کے تازہ ترین واقعے پر اعلیٰ آفیسران کی میٹنگ ہو رہی
تھی۔ عمران اور صفدر ایکسٹو کے نمائندوں کی حیثیت سے اس میٹنگ میں موجود
تھے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اے، کمانڈر انچیف خود اور سر سلطان اس
میٹنگ میں شامل تھے ــــــ کمانڈر انچیف نے رات کے واقعات دہرائے
کرنل اے نے اپنی تحقیقات کی رپورٹ پیش کی۔
ان کی رپورٹ کے مطابق مجرم کی لاش میں سینکڑوں سوراخ تھے۔ مجرم غیر ملکی
تھا۔ مجرم کی لاش کا مسخ شدہ فوٹو بھی میٹنگ میں دکھایا گیا پھر وہ مشین
بھی شکستہ حالت میں پیش کی گئی جو سیاہ پوش کی جیب سے نکلی تھی۔ مشین اس حد
تک ٹوٹ پھوٹ چکی تھی کہ اس کی ماہیت کا اندازہ لگانا ناممکن ہی تھا۔
عمران خاموشی سے بیٹھا سب باتیں سن رہا تھا ــــــ اس کے چہرے پر
سنجیدگی تھی۔ رپورٹ ختم ہونے کے بعد تمام ممبران گہری سوچوں میں گم ہو گئے

کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اصل چکر کیا ہے۔
پھر سر سلطان نے سکوت کو توڑا۔
"ظفر صاحب ــــ بے ہوش ہونے کے بعد جب آپ ہوش میں آئے تو کیا آپ اپنے اندر کوئی تبدیلی محسوس کر رہے تھے"
"قطعی نہیں"
ظفر آفریدی صاحب نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔
"تو پھر مجرم کا آخر مقصد کیا تھا وہ اتنی دلیری اور ذہانت سے ملٹری کا حصار توڑ کر آپ کی خواب گاہ میں پہنچا۔ اس نے آپ کو کلوروفارم سنگھا کر بے ہوش کیا۔ اس کے پاس نامعلوم مشین بھی تھی اور پھر وہ آپ کو بے ہوش چھوڑ کر واپس جاتے ہوئے مارا گیا ــــ تو اس ساری کارروائی سے اس کا مقصد کیا تھا۔ اس نے آپ کو بے ہوش کر کے کیا کیا ــــ وہ چاہتا کیا تھا۔ اس کی واپسی سے تو ظاہر ہوتا ہے ــــ کہ وہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا ــــ وہ کر کے واپس جا رہا تھا"
سر سلطان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔
"یہی بات میری سمجھ میں بھی نہیں آرہی" ــــ ظفر صاحب بولے ان کی آنکھوں سے حیرت بھی ٹپک رہی تھی۔
"آپ شادی شدہ ہیں"
عمران نے اچانک سوال کیا ــــ اور تمام لوگ یوں چونک پڑے جیسے عمران نے سوال نہیں کیا کوئی بم پھینک مارا ہے۔
"جی ہاں ــــ مگر آپ کا اس سوال سے کیا مقصد ہے"
کمانڈر انچیف کے جواب میں حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے تلخی کی

آمیزش بھی تھی۔

"ویسے ہی پوچھ رہا تھا ——— میں نے سوچا شاید آپ کنوارے ہیں تو میری نظر میں ایک بڑا اچھا رشتہ تھا" ——— عمران نے معصومیت سے جواب دیا۔

اور کمانڈر انچیف کا چہرہ غصے اور خجالت کے امتزاج سے سرخ ہو گیا۔ آج سے پہلے کسی نے بھری محفل میں ان سے اس قسم کا مذاق کرنے کی جرأت نہیں کی تھی۔

کرنل اے اور دیگر آفیسران بھی حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ اتنی سنجیدہ محفل میں اس قسم کا مذاق بے حد عجیب سی بات تھی۔

"شٹ اپ ——— تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں"

کمانڈر انچیف دہاڑے۔

"مجھے انگریزی نہیں آتی ——— اس لئے براہ مہربانی شٹ اپ کا ترجمہ کر دیجئے۔ تاکہ میں آپ کا مطلب سمجھ جاؤں" ——— عمران نے یوں جواب دیا جیسے واقعی وہ اس کا مطلب نہ سمجھتا ہو۔

"عمران صاحب سنجیدگی اختیار کیجئے ——— یہاں بڑا اہم مسئلہ زیر بحث ہے۔ صفدر نے عمران کو لقمہ دیا۔ وہ خود بھی عمران کے اس بے موقع مذاق پر گھبرا گیا تھا۔ سر سلطان بھی فہمائشی نظروں سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"بہتر بھئی ——— اگر آپ لوگ ناراض ہوتے ہیں تو پھر میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں تو کمانڈر انچیف صاحب پھر کیا ہوا"

عمران نے یوں جواب دیا جیسے کوئی کہانی سن رہا ہو۔

"سر سلطان صاحب ——— ایکسٹو نے کیسے گدھے پال رکھے ہیں جنہیں

بات کرنے کی تمیز نہیں "

کمانڈر انچیف کا غصہ اپنے پورے عروج پر تھا۔

" اس کا گدھوں کی پرورش پر ایک کتاب لکھنے کا ارادہ ہے"

عمران جواب دیتے بغیر نہ رہ سکا۔

کمانڈر انچیف صاحب غصے کے مارے کانپنے لگے۔

" سر سلطان صاحب ! اسے باہر نکالو ورنہ میں جاتا ہوں"۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

بیٹھئے بیٹھئے زیادہ غصہ نہ کیجئے۔ یہ جذبات میں آنے کا وقت نہیں اور عمران صاحب آپ بھی وقت کی نزاکت کو سمجھئے اور سنجیدگی اختیار کیجئے۔"

سر سلطان نے بیچ بچاؤ کرانے کے لئے کہا۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کمانڈر انچیف بھی بیٹھ گئے۔ ویسے اب تک غصے کی شدت سے ان کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

" جناب کمانڈر انچیف صاحب —— آپ ناراض نہ ہوں۔ دراصل میرا آپ کو غصہ دلانے کا مقصد صرف یہ دیکھنا تھا کہ آپ کے چہرے پر میک اپ تو نہیں اور آپ واقعی اصلی ظفر آفریدی ہیں۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ مجرم کا مقصد آپ کو قید کر کے یا قتل کر کے آپ کا روپ دھارنا ہو۔ اس کی تصدیق کرنی تھی اس لئے آپ کو غصہ دلایا —— اب آپ کے چہرے پر غصے سے ابھرنے والے تاثرات نے بتلا دیا ہے کہ آپ اصلی کمانڈر انچیف ہیں"

عمران نے وضاحت کی۔

اور کمانڈر انچیف سمیت باقی تمام ممبران عمران کی ذہانت پر عش عش کر اٹھے۔ سر سلطان کی نظروں میں تحسین کے اثرات تھے۔ کمانڈر انچیف صاحب

کا غصّہ ٹھنڈا ہو گیا وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"کمال ہے آپ نے کیا نفسیاتی چکر چلایا ہے ——— ویسے ہی پوچھ لینا تھا۔"

"اگر ویسے پوچھتا ——— اور آپ اصلی کمانڈر انچیف نہ ہوتے تو معاملہ مشکوک ہو جاتا۔ عمران نے مزید وضاحت کر دی، اور سب لوگ خاموش ہو گئے۔ کرنل اے بڑی تحسین آمیز نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ ادھر نہ جانے عمران کی قابلیت پر صفدر کو کیوں خوشی ہو رہی تھی ——— شاید ساتھی ہونے کی بناء پر۔

"آپ نے تصدیق تو کر لی ——— اب اصل مسئلے کے متعلق کیا خیال ہے؟" کمانڈر انچیف نے بڑے نرم لہجے میں پوچھا ——— شاید وہ عمران سے شدید متاثر ہو چکا تھا۔

"میرا تو خیال ہے ——— مجرم نے آپ کو بے ہوش کرنے کی خاطر جان کی بازی لگا دی ——— کیونکہ بہر حال کسی ملک کے کمانڈر انچیف کو بیہوش کرنا بھی ایک قابلِ فخر بات اور کارنامہ ہے"، عمران کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔

اب کمانڈر انچیف کیا جواب دیتے۔ خاموش ہو رہے۔

"اگر یہ مشین صحیح حالت میں مل جاتی تو اس مسئلے کا کوئی سراغ ضرور مل جاتا" کرنل اے نے کہا۔

"ہاں یہ صحیح ہے مگر اب" ——— ایک اور ممبر نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے ——— عمران صاحب کوٹھی پر جا کر مزید تحقیقات کریں تو ہو سکتا ہے کوئی کلیو مل جائے" سر سلطان نے رائے پیش کی۔

"میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ کرنل اسے وہاں خاصی تحقیقات کر چکے ہیں" ایک ممبر نے کہا۔

"کمانڈر انچیف صاحب" —— کیا آپ کو ٹھیک نظر نہیں آتا۔ عمران نے اچانک ایک اور سوال کیا —— اور سب ایک بار پھر اس کے سوال پر چونک پڑے۔

"کیوں —— کیا ابھی آپ کا شک دُور نہیں ہُوا۔ جو آپ ایک بار پھر مجھے غصّہ دلانے کی کوشش کر رہے ہیں" کمانڈر انچیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں —— اس میں غصّہ دلانے والی کونسی بات ہے۔ آپ کہہ دیجئے" ہاں معاملہ ختم یا کہیئے نہیں تو معاملہ بالکل ہی ختم —— عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

اور کمانڈر انچیف صاحب مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ اب بھلا وہ اس لغو سوال کا کیا جواب دیتے۔

"آپ نے بتلایا نہیں ظفر صاحب" عمران نے مُسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر آپ چاہتے کیا ہیں صاف صاف بات کریں۔ مفت میں وقت ضائع کر رہے ہیں" ظفر صاحب کو دوبارہ غصّہ آنے لگا۔

"میں جو پوچھ رہا ہوں —— آپ اس کا جواب دیں" عمران کے لہجے میں تلخی آ گئی۔

"ہاں ٹھیک نظر آتا ہے"

کمانڈر انچیف صاحب جھنجلا گئے۔

"آنکھ میں آپ ہوش میں آنے کے بعد کوئی تبدیلی تو محسوس نہیں

کر رہے ہو؟"

عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"نہیں قطعی نہیں"

اس بار ظفر صاحب نے سنجیدگی سے جواب دیا اور اس بار باقی ممبران بھی چونک پڑے۔

"آپ کی دونوں آنکھوں میں فرق ہے۔ کیا پہلے ہی ایسا تھا۔ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"فرق کیا مطلب ——— میں سمجھا نہیں" ظفر صاحب نے شدید حیران ہو کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ آپ کی بائیں آنکھ کی پتلی کا رنگ نیلا ہے جبکہ دائیں پتلی کا رنگ سیاہ ہے"

"کیا آپ مذاق اڑا رہے ہیں"

کمانڈر انچیف کو غصہ آگیا ——— مگر باقی لوگ چونک کر ان کی آنکھوں کو بغور دیکھنے لگے۔ پھر کرنل اے چونک کر اٹھے اور وہ کمانڈر انچیف کے قریب پہنچ گئے۔ کمانڈر انچیف بوکھلا گئے۔

"ایک منٹ ——— آنکھ دکھایئے سر ——— انہوں نے کہا اور پھر بغور ان کی آنکھ دیکھنے لگے۔ پھر وہ سر ہلاتے ہوئے واپس اپنی سیٹ پر آگئے۔

"آنکھیں دکھانا محاورہ ہے جناب کرنل اے صاحب" عمران نے ہانک لگائی۔ مگر کرنل اے کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔

سب ممبر حیران زدہ تھے اور کمانڈر انچیف بوکھلا کر باری باری سب کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔

"واقعی عجیب بات ہے ـــــ آپ کی بائیں آنکھ کی پتلی کا رنگ نیلا ہے" کرنل اے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یہ ناممکن ہے"

کمانڈر انچیف اب مزید سسپنس برداشت نہیں کر سکے۔

"لیکن اگر ہے بھی سہی تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے" سر سلطان نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"فرق تو بہت ہے۔ آپ کو نیلے اور سیاہ رنگ میں فرق بھی محسوس نہیں ہو رہا" عمران نے معصومیت سے جواب دیا اور سر سلطان خاموش ہو گئے۔

چند لمحے خاموشی طاری رہی پھر عمران نے ہی سکوت توڑا تھا۔

"میرا خیال ہے ظفر صاحب کو بے ہوش کرنے کے بعد مجرم نے ان کی آنکھ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے"

عمران نے خیال پیش کیا۔

"مگر اس سے مقصد ـــــ کرنل اے نے پوچھا"

"جب فرق نظر آگیا ہے تو مقصد بھی آہستہ آہستہ سمجھ میں آجائے گا۔

عمران نے جواب دیا"

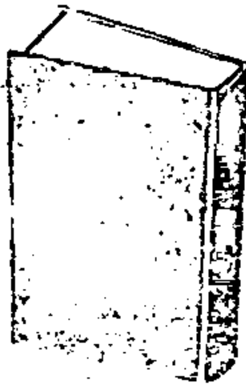
"میرا خیال ہے اب میٹنگ برخاست کی جائے" سر سلطان نے جب کوئی واضح نتیجہ نکلتے نہ دیکھا تو کہا۔

"میری ایک تجویز ہے اگر ظفر صاحب برا نہ منائیں۔ آپ جتنی جلدی ہو سکے کسی ماہر چشم سے آنکھ کا معائنہ کرائیں ـــــ اور رپورٹ ایکسٹو کو بھجوا دیں"

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر"

ظفر آفریدی صاحب نے جو انکشاف پر ذہنی طور پر الجھ گئے تھے جواب دیا اور پھر میٹنگ برخاست کر دی گئی۔



دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو معمولی قسم کے ساز و سامان سے سجایا گیا تھا۔ کمرے کے درمیان ایک چھوٹی سی میز کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے ایک کرسی پر ایک ادھیڑ عمر مگر قوی الجثہ آدمی بیٹھا ہوا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

کمرے کے درمیان میں لٹکا ہوا ایک بڑا بلب کافی تیز روشنی پھینک رہا تھا:

"گڈ مارننگ باس"۔ اندر آنے والے کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو رہا تھا۔

"رپورٹ" کمرے میں موجود باس نے پُر وقار لہجے میں کہا۔

"سر ——— نمبر ٹو سیکورٹی پولیس کا حصار توڑ کر بڑی دلیری سے کوٹھی

میں داخل ہوا۔ وہ کمانڈر انچیف کی خواب گاہ تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہو گیا
پھر اس نے کمانڈر انچیف کو بے ہوش کر کے "بلیو آئی" فٹ کر دی مگر واپسی میں
وہ مارا گیا"۔ نوجوان نے تفصیلی رپورٹ دہرا دی۔

"اوہ کیا سپر مشین اور مشین نمبر سکس حکومت کے ہاتھ لگ گئیں۔ باس نے
پریشان لہجے میں پوچھا۔

"نو سر ۔۔۔ مشین نمبر سکس اس نے آخری لمحے دیوار سے کھینچ ماری جس
سے وہ کمرہ تباہ ہو گیا۔ کمرے کا ملبہ اس پر گرنے سے سپر مشین بھی ٹوٹ پھوٹ کر
ناقابلِ شناخت ہو گئی۔

نوجوان نے جواب دیا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ اچھا کیا بلیو آئی کام کر رہی ہے"۔ باس نے سوال کیا۔

"جی ہاں ۔۔۔ بلیو آئی بڑی کامیابی سے کام کر رہی ہے"۔

"چلو ۔۔۔ میں خود اس کی کارکردگی دیکھنا چاہتا ہوں"۔

باس کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ نوجوان اور باس ایک دوسرے
کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے وہ ایک چھوٹے کمرے میں آئے۔ نوجوان نے
آگے بڑھ کر دیوار کے ساتھ لگی ہوئی الماری کو مخصوص انداز میں دھکیلا تو الماری
ایک طرف ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں ایک دروازہ تھا جس سے نیچے سیڑھیاں
جا رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک کافی بڑے ہال میں پہنچ گئے۔

یہ ہال کوئی سائنسی لیبارٹری معلوم ہو رہا تھا کیونکہ اس ہال کی دیواروں
کے ساتھ مشینیں فٹ تھیں اور مشینوں پر بڑی بڑی سکرینیں لگی ہوئی تھیں۔
وہاں تین چار آدمی مختلف مشینوں کے سامنے بیٹھے انہیں آپریٹ کر رہے تھے

باس تیزی سے چلتا ہوا ایک مشین کے قریب رک گیا۔ اس مشین کے اوپر لگی ہوئی بڑی سکرین پر ایک برآمدے کا منظر تھا۔ منظر تبدیل ہوتا جا رہا تھا، پھر پورچ نظر آیا۔ دیگر لوگ بھی وہاں نظر آئے۔

"میرے خیال میں کوئی تحقیقات ہو رہی ہے ——— باس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا"

"جی ہاں ——— ملٹری انٹیلی جنس تحقیقات کر رہی ہے"۔ پاس کھڑے ہوئے نوجوان نے جواب دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے منظر بدلتے رہے۔

باس چند لمحے تک دیکھتا رہا ——— پھر واپس مڑ گیا۔

"اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے فوراً رپورٹ کرنا ——— اس نے جاتے جاتے حکم دیا۔

"بہتر جناب ——— نوجوان نے جو شاید وہاں سپروائزری کے فرائض انجام دے رہا تھا جواب دیا۔

باس سیڑھیاں چڑھ کر دوبارہ کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے مختلف کمروں سے ہوتا ہوا واپس اپنے مخصوص کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں پہنچتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ایک الماری سے چھوٹی سی ٹرانسمیٹر مشین نکال کر میز پر رکھ لی۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہی اس میں سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ پھر مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک ہیڈ فون اٹھا کر کانوں پر چڑھا لیا۔

پھر اس نے ایک بٹن دبایا آواز تیز ہو گئی اور مشین پر لگے ہوئے ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی حرکت کرنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر سپیکنگ"۔ اوور

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

" ہیلو نمبر ون ۔ آن دی لائن باس سے رابطہ ملواؤ " اوور
" ون منٹ ہولڈ آن " ـــــ اوور ۔
دوسری طرف شاید کوئی آپریٹر تھا ـــــ چند لمحے بعد ایک کرخت سی
ٓواز سنائی دی ۔
" ہیلو باس سپیکنگ اوور "
" باس میں نمبر ون بول رہا ہوں ـــــ اوور " نمبر ون نے جواب دیا ۔
" رپورٹ نمبر ون ـــــ اوور " ـــــ دوسری طرف سے باس نے قدرے
م لہجے میں کہا ـــــ " باس ٹاپ پوائنٹ بلیو آئی فٹ کر دی گئی ہے اوور "
نمبر ون نے قدرے مسرت آمیز لہجے میں کہا ۔
" ویری گڈ نیوز ـــــ بلیو آئی کام ٹھیک کر رہی ہے اوور " ـــــ دوسری
رف سے باس کی آواز سنائی دی ۔
" یس سر ـــــ بالکل ٹھیک کام کر رہی ہے ـــــ اوور "
" کسی کو شک تو نہیں ہوا ـــــ اوور ـــــ " باس نے پوچھا ۔
" نو سر ـــــ اوور " ـــــ نمبر ون نے جواب دیا ۔
" گڈ ٹاپ پوائنٹ مقری پر جانے کا کب پروگرام ہے ـــــ اوور "
س نے سوال کیا ۔
" کل جانے کا پروگرام ہے جناب ـــــ اوور " نمبر ون نے جواب دیا ۔
" گڈ ـــــ اس کا مطلب ہے کل ہی آپریشن مقری کی تفصیلات مل
آئیں گی ـــــ اوور " باس کے لہجے میں بے انتہا مسرت تھی ۔
" یس سر ـــــ امید تو ہے ـــــ اوور " نمبر ون نے جواب دیا ۔
" ویری گڈ ـــــ تفصیلات ملتے ہی مجھے رپورٹ دینا ـــــ اوور "

باس نے حکم دیا۔

" اوکے سر ـــ اوور" نمبردن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل"۔ باس نے جواب دیا۔ اور پھر آواز آنی بند ہوگئی۔ نمبردن نے ٹرانسمیٹر کے بٹن بند کئے اور پھر ہیڈ فون اتار کر واپس مشین میں لگے ہوئے ہک میں لٹکا دیا اور مشین اٹھا کر اس نے الماری میں رکھ دی۔ الماری بند کر کے وہ واپس مڑا اور پھر دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آگیا۔ مختلف کمروں سے ہوتا ہوا وہ کوٹھی کے پورچ میں آیا اور پھر وہاں موجود سرخ رنگ کی کار کا دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ پر آبیٹھا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار مختلف سڑکوں سے گزر رہی تھی۔ کئی سڑکیں گزرنے کے بعد اس نے ایک پبلک فون بوتھ کے ساتھ گاڑی روکی اور پھر گاڑی سے اتر کر فون بوتھ میں داخل ہوگیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر مشین میں سکے ڈالے اور پھر نمبر گھمانے لگا۔

جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"کون بول رہا ہے"۔ نمبردن کی آواز کافی حد تک بدلی ہوئی تھی۔

"ٹونی سپیکنگ"۔ دوسری طرف سے ٹونی کی کرخت آواز سنائی دی۔

"ٹونی ـــ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے؟" نمبردن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں اور کیسا فیصلہ؟" ٹونی کی کرخت آواز سنائی دی۔

"بلیو اسٹار سپیکنگ ٹونی" نمبردن نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ بلیو اسٹار ٹھیک ہے میں نے فیصلہ کر لیا ہے مگر پہلے آپ کو مجھے تفصیلات بتانی پڑیں گی۔

ڈونی کی آواز آئی۔
"مکمل تفصیلات سے کیا مطلب ہے تمہارا" نمبر ون کو شدید غصہ آ گیا تھا۔
"مطلب یہ کہ ہمیں کیا کام کرنا پڑے گا۔ اور کتنی رقم ملے گی"
ڈونی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
"رقم دس لاکھ تک دی جا سکتی ہے مگر کام کی تفصیلات ابھی نہیں بتلائی جا سکتیں۔ جیسے جیسے ضرورت پڑے گی کام کا آرڈر تمہیں دیتے رہیں گے" نمبر ون نے کہا۔
"اوہ ——— دس لاکھ ——— خاصی معقول رقم ہے لیکن پھر بھی کام کی نوعیت کیا ہو گی؟" دس لاکھ کا سن کر شاید ڈونی کے منہ میں پانی بھر آیا۔
"نوعیت کوئی خاص نہیں ——— بس یوں سمجھو کہ تم اور تمہارے ساتھی ہر قسم کا کام کرنے کے لئے تیار ہو جائیں"۔
"مگر بغیر نوعیت معلوم کئے میں رضامندی ظاہر نہیں کر سکتا ——— اور دوسری بات آپ خود ہمارے ساتھ رو برو بات کریں"
ڈونی نے شرائط پیش کر دیں۔
"یہ غلط ہے ڈونی ——— میں نے فیصلہ کن بات کر دی ہے ——— اگر تم تیار نہیں ہو تو میں کسی اور سے بات کر لیتا ہوں" نمبر ون کے لہجے میں مزید سختی آ گئی۔
"یہ آپ کی مرضی ہے ——— مگر میں یہ بتا دوں کہ ڈونی کے علاوہ اور کوئی آپ کے کام کا ثابت نہیں ہو گا۔
ڈونی اس جھانسے میں آنے کے لئے شاید تیار نہیں تھا۔

"چلو تم بارہ لے لینا ـــــ بس یہ میری آخری بات اگر قبول ہے ہاں کہہ دو۔ اگر قبول نہیں تو ناں کہہ دو ـــــ میں فون بند کر دیتا ہوں" نمبر دن نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے منظور ہے مگر رقم کی ادائیگی کیسے ہو گی" لوڑ نے اتنی بڑی رقم ہاتھ سے جاتے دیکھی تو آفر قبول کر لی۔

"آدھی رقم اس وقت تمہارے پاس پہنچ جائے گی جب تمہیں پہلا کام بتلایا جائے گا۔ آدھی بعد میں" نمبر ون نے جواب دیا۔

"آپ اپنا ٹیلی فون نمبر دے دیں ـــــ تاکہ کسی فوری ضرورت کے لئے آپ کو کال کر سکوں" اب لوٹی کے لہجے میں مؤدب پن بھی شامل ہو گیا تھا

"تم فکر نہ کرو ـــــ جب ضرورت ہو گی میں خود تمہیں کال کر لوں گا اوکے بائی بائی"

نمبر ون نے جواب دیا اور پھر ریسیور رکھ کر بوتھ سے باہر نکل آیا۔ اس نے چند لمحوں تک اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر کار میں بیٹھ کر اس کا رخ واپس اپنی کوٹھی کی طرف موڑ دیا۔

عمران جب سے میٹنگ سے واپس آیا تھا۔ گہرے غوروفکر میں ڈوبا ہوا تھا اس کے ذہن میں کوئی چیز کھٹک رہی تھی لیکن ذہن میں کوئی فیصلہ کن بات نہیں آئی تھی۔

اس وقت وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو بھی ساتھ کی کرسی پر بیٹھا بغور عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا بات ہے جناب ——— آپ گہری سوچ میں غرق ہیں" آخر بلیک زیرو سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

"ہاں ——— دراصل بات یہ ہے کہ میں سوچ رہا ہوں کہ آخر مجرم کا کمانڈر انچیف کی کوٹھی میں اس دلیری سے داخل ہونا اور پھر انہیں صرف بے ہوش کر دینے کا مقصد کیا ہے؟ دوسرا ان کی آنکھوں کا بدلا ہوا رنگ بھی میرے ذہن میں بری طرح کھٹک رہا ہے لیکن نہ جانے کیا بات ہے۔ میری ریڈی میڈ کھوپڑی کام ہی نہیں کر رہی ہے" عمران نے جواب دیا۔

" ویسے کمانڈر انچیف کی کوٹھی پر مجرم جو کچھ بھی کرنے گیا تھا میرے خیال میں اس کا تعلق اس خفیہ منصوبے سے ضرور ہے جس کا کیس ابھی ابھی ہم نے سنبھالا ہے ۔ بلیک زیرو نے رائے پیش کی ۔

" ہاں یہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے مگر مقصد ۔ طاہر صاحب مقصد ہی تو سمجھ نہیں آرہا " عمران نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا ۔

بلیک زیرو خاموش ہو گیا ۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے اور جلد ہی رابطہ مل گیا ۔

" ہیلو ــــ ٹونی اسپیکنگ ــــ " دوسری طرف سے ٹونی کی آواز سنائی دی ۔

" جیگر بول رہا ہوں دوست " ۔

عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا اسے یہ جیگر والی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی ۔

" اوہ جیگر ــــ تم کہاں غائب ہو گئے ــــ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں " ٹونی نے جواب دیا ۔

" کیوں کوئی خاص بات ہو گئی ہے کیا ؟ " عمران نے اس کا سوال صاف اڑاتے ہوئے پوچھا ۔

" ہاں بات طے ہو گئی ہے پانچ لاکھ میں ــــ آج ہی فون پر بات ہوئی تھی " ۔

ٹونی نے جواب دیا ۔

" کام کیا ہے " عمران کو پانچ لاکھ سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی ۔

"کام کے متعلق میں نے بہت پوچھا لیکن اس نے فی الحال بتلانے سے گریز کیا ہے۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"یہ تو غلط ہے نہ جانے وہ کیا کام کہے۔ عمران نے ناگواری سے جواب دیا۔

"جب بتائے گا دیکھا جائے گا۔" ٹونی نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر لیا ہے تم نے ——— ؟" عمران نے ایک اور خیال کے تحت پوچھا۔

"میں نے پوچھا تھا۔ لیکن اس نے بتلانے سے انکار کر دیا۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"ہونہہ ——— اس کا مطلب ہے وہ نہایت رازداری برت رہا ہے۔ کیا نام ہے اس کا ؟" عمران نے کہا۔

"بلیو اسٹار۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"بلیو اسٹار"

عمران بے اختیار چونک پڑا اور شاید اس کی آواز سے ٹونی نے بھی اس کے چونکنے کا اندازہ لگا لیا ——— "کیا بات ہے ——— کیا تم جانتے ہو اسے۔" ٹونی نے پوچھا۔

"نہیں ——— بلکہ میں تو اس عجیب سے نام پر چونکا تھا۔" عمران نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اچھا میں آؤں گا۔" عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

وہ دراصل بلیو اسٹار کے نام پر چونکا تھا۔ بلیو سٹار کا لفظ سنتے ہی اس کے ذہن میں کمانڈر انچیف کی نیلی آنکھ گھوم گئی تھی۔ گو بلیو اسٹار اور بلیو آئی میں بظاہر کوئی مطابقت نہیں ہے مگر پھر بھی غیر ملکی جاسوسوں کا

ذکر اور بلیو کی مطابقت نے اسے کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چند لمحے تک سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جلد ہی رابطہ مل گیا۔

" صفدر اسپیکنگ" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو " عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر" صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" صفدر۔ بندرگاہ پر موجود ٹونی بار کے مالک ٹونی کی نگرانی کرو اور کوشش کرو کہ کسی طرح اس کا فون ٹیپ ہو سکے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ بلیو سٹار کے متعلق اگر کوئی بات ٹیپ ہو تو فوراً اطلاع کرنا " اس نے صفدر کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

" بہتر سر۔ میں آج ہی غنڈوں کے لباس میں وہاں جانا شروع کر دیتا ہوں " صفدر نے جواب دیا۔

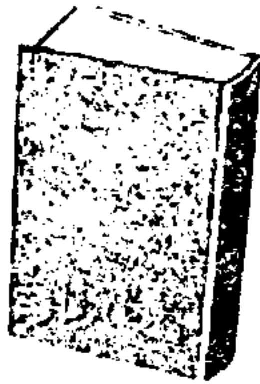
" ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم اپنا نام وہاں مارٹن بتلانا۔ تاکہ کبھی اگر تمہیں فون کرنے کی ضرورت پڑے تو میں اسی نام سے تمہیں فون پر بلوا لوں گا " عمران نے مزید ہدایات دیں۔

" بہتر سر ـــــ " صفدر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے بلیک زیرو کو ٹونی کے متعلق تمام باتیں بتلائیں۔ تاکہ اگر کسی وقت اس کی عدم موجودگی میں صفدر کی کال آئے تو بلیک زیرو آسانی سے ہینڈل کر سکے۔

" اچھا۔ میں چلتا ہوں " عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

" اور ہاں کیپٹن شکیل اور صدیقی کو تم خفیہ منصوبے کے سینٹر پر میک اپ

میں بھجوا دو۔ تاکہ وہ وہاں کام کریں۔ شاید کوئی کلیو مل جائے ؟ عمران نے بلیک زیرو کو حکم دیا۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران کمرے سے باہر چلا گیا۔



"آج کمانڈر انچیف تشریف لا رہے ہیں"
ایک بہت بڑی مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان نے ساتھ والی مشین کے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہاں۔ اطلاع تو ملی ہے" دوسرے نے جواب دیا۔
"میرے خیال میں ان کے دورے کا مقصد حال ہی میں ہونے والی دشمن جاسوسوں کی سرگرمیوں سے متعلق ہے" پہلے نے بات بڑھانے کے لئے کہا۔
"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے" دوسرا جو قدرے کم گو معلوم ہوتا تھا، نے مشین کے ڈائل پر سے ریڈنگ لیتے ہوئے مختصر جواب دیا۔
رنچیران کو باتیں کرتا دیکھ کر سپروائزر ان کی طرف بڑھا اور وہ دونوں اسے آتا دیکھ کر خاموش ہو کر اپنے کام میں منہمک ہو گئے۔

چند لمحے خاموشی سے گزر گئے پھر اچانک بڑی مشین والا آپریٹر چونک پڑا کیونکہ مشین پر لگا ہوا خطرے کو ظاہر کرنے والا سرخ بلب اچانک جل اٹھا تھا۔

"اوہ خطرہ"۔ وہ بے اختیار چیخ پڑا۔

اس کی آواز خاموشی میں بم کا دھماکہ ثابت ہوئی اور اپنے اپنے کاموں میں منہمک تمام لوگ بری طرح چونک پڑے سپروائزر تیر کی طرح مشین کی طرف بڑھا تھا۔

"کیا بات ہے۔ کیسا خطرہ ——— ؟ اس نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا"

"یہ خطرے والا بلب"۔ آپریٹر نے خوفزدہ لہجے میں سرخ بلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر بلب دیکھ کر سپروائزر بھی اچھل پڑا ——— اس نے بڑی پھرتی سے مشین کے ایک دو بٹن آن آف کئے مگر سرخ بلب متواتر جل رہا تھا اور پھر دوسرے لمحے اس نے مشین چھوڑ کر میز کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن آن کر دیا۔ ہال میں اور باہر ہر طرف ایک تیز الارم بجنے لگا۔ سارے سنٹر میں افراتفری مچ گئی۔ پھر مکینکل انجنیئر اور دیگر اعلٰے افسران تیزی سے بھاگتے ہوئے اس ہال میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا ؟" ان سب نے بیک وقت جواب دیا لیکن کسی کے جواب دینے سے پہلے ہی مشین پہ جلتا ہوا سرخ بلب دیکھ کر وہ خطرے کی نوعیت کو سمجھ گئے۔

"جلدی کرو ——— مین لائن آف کر دو۔ جلدی کرو"۔ ایک چیف آفیسر نے چیخ کر کہا۔

اور پھر ایک انجنیئر جھپٹ کر ہال سے باہر نکل گیا۔ کیپٹن شکیل اور صدیقی

جو آج ہی اس سنٹر میں بطور سپر وائزر تعینات ہوئے تھے۔ الارم سن کر ہال میں داخل ہوئے۔ پھر جلد ہی مین لائن بند ہونے کی وجہ سے تمام مشینیں بند ہوگئیں اور ساتھ ہی اس مشین کا سرخ بلب بھی بجھ گیا۔ وہ دونوں جس وقت ہال میں داخل ہوئے تھے بلب بجھ چکا تھا۔ اس لئے وہ حیرت سے کھڑے ہر آدمی کا منہ تک رہے تھے معاملہ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

"کیا بات ہے یہ الارم کیوں بجایا گیا تھا؟" کیپٹن شکیل نے آگے بڑھ کر چیف آفیسر سے پوچھا۔

چیف آفیسر جنہیں ان دونوں کی پوزیشن سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اس کے سوال پر چونک پڑا "میرے ساتھ آیئے"۔

اس نے کیپٹن شکیل سے کہا۔ کیپٹن شکیل نے صدیقی کو وہیں ٹھہرنے اور چوکنا رہنے کا مخصوص اشارہ کیا اور پھر چیف آفیسر کے پیچھے چلتا ہوا ہال سے باہر نکل آیا۔

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے چیف آفیسر کے خاص کمرے میں پہنچے چیف آفیسر نے دروازہ اچھی طرح بند کیا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر بڑے سرگوشیانہ انداز میں کیپٹن شکیل سے کہا۔

"مسٹر شکیل —— بات یہ ہے کہ مین آپریٹنگ مشین پر خطرے کا بلب جل گیا تھا۔ فی الحال مین لائن آف کر کے فوری خطرہ ٹال دیا گیا ہے مگر مستقل طور پر تو مین لائن آف نہیں کی جا سکتی۔ ورنہ تمام کام رک جائے گا"۔

"لیکن آخر خطرہ کیا تھا۔ یہ بھی تو معلوم ہو"۔ کیپٹن شکیل جو جلد از جلد معاملہ کی تہہ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ بولا۔

" اس سرخ بلب کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا تمام منصوبہ شدید خطرے میں

ہے۔ بارودی سرنگوں کے وسیع جال ہیں جو ہم نے اس منصوبے کے تحت پورے علاقے میں بچھائی ہیں۔ کسی ایک سرنگ کے فیتے کو آگ لگائی جا چکی ہے۔

چیف آفیسر نے سخت پریشان لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ لیکن مین لائن بند کرنے کا کیا فائدہ ہو گا؟"

کیپٹن شکیل نے مضطرب لہجے میں پوچھا۔

"اس سے صرف اتنا ہو گا کہ وہ مخصوص بارودی سرنگ ہی پھٹے گی اس کے ساتھ پورا منصوبہ نہیں اڑے گا۔" چیف آفیسر نے جواب دیا۔

"لیکن کوئی ٹیکنیکل ڈیفیکٹ بھی تو ہو سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ کوئی سازش ہی کی گئی ہو۔" کیپٹن شکیل نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"نہیں ٹیکنیکل ڈیفیکٹ کے ظاہر کرنے والا دوسرا بلب ہے۔ یہ بلب اس وقت جلتا ہے جب کسی بارودی سرنگ کے فیتے کو آگ لگا دی گئی ہو یا اس کے ساتھ کوئی اور حرکت کی گئی ہو۔ مثلاً ٹائم بم لگا دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔" چیف آفیسر نے جواب دیا۔

"تو یہ مشین یہ نہیں بتلا سکتی کہ کون سی سرنگ کے ساتھ گڑبڑ ہے؟"

کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"یہی تو سارا مسئلہ ہے آج ہی صبح وہ مشین اچانک پھٹ گئی، جو گڑبڑ والی سرنگ کا پتہ بتلاتی ہے۔ اسے انجینئر ٹھیک ہی کر رہے تھے۔" چیف آفیسر نے جواب دیا۔

"پھر تو صاف ظاہر ہے کہ کوئی سازش کی گئی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے پریشان لہجے میں کہا۔

"ہاں اسی لئے تو میں پریشان ہوں۔ ادھر کمانڈر انچیف ابھی ابھی سنٹر کے دورے پر آرہے ہیں۔ اب آپ سوچیں"۔ چیف آفیسر نے جواب دیا۔

اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

چیف آفیسر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا اور بولا۔

"ہیلو۔ چیف آفیسر کرنل عنصر سپیکنگ"۔

"کرنل اے۔ فرام ملٹری انٹیلی جنس"۔ دوسری طرف سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اے کی آواز سنائی دی۔

"یس سر"۔ چیف آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ سنٹر میں خطرے کا الارم بجایا گیا ہے"۔ کرنل اے نے دریافت کیا۔

"جی ہاں"۔ چیف آفیسر نے جواب دیا اور پھر اسے تمام تفصیلات سے آگاہ کرنے لگا۔ کیپٹن شکیل اس دوران بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا۔

"اوہ ـــــ لیکن ادھر کمانڈر انچیف سنٹر کے معائنے کے لئے روانہ ہونے والے ہیں"۔ کرنل اے کی تشویش بھری آواز آئی۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں ـــــ ویسے میرا خیال ہے کہ جب تک خطرہ پوری طرح دور نہ ہو جائے کمانڈر انچیف کا دورہ روک دیا جائے"۔ چیف آفیسر نے دبے ہوئے لہجے میں خیال پیش کیا۔

"ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں۔ آپ فوراً تحقیقات کر کے مجھے رپورٹ دیں"۔ کرنل اے نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔

چیف آفیسر نے رسیور رکھا اور پھر سوالیہ نظروں سے خاموش بیٹھے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں چلتا ہوں۔ آپ میرے اور میرے ساتھی کے لئے سپیشل کارڈ اشو کر دیں تاکہ تحقیقات کے لئے ہم پورے سنٹر میں آسانی گھوم سکیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اور ہاں دراصل مجھے احکامات تو مل گئے تھے لیکن اس مسئلے کی وجہ سے میں یہ کام فوری نہ کر سکا"۔

چیف آفیسر نے جواب دیا اور میز کی دراز سے دو چھوٹے سے کارڈ نکالے جن پر سرخ رنگ میں لفظ اسپیشل لکھا ہوا تھا۔ اس نے کارڈوں پر اپنے دستخط کئے اور چند مخصوص نمبر لکھ دیئے۔

"یہ لیجئے ایک اپنے پاس رکھیئے، ایک اپنے ساتھی کو دے دیجئے"۔ چیف آفیسر نے کہا۔

کیپٹن شکیل کارڈ لے کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کا رخ اس ہال کی جانب تھا جہاں اس نے ساتھی کو چھوڑا تھا۔

"کم اِن" نمبر ون نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہُوا۔

"کیا بات ہے تم گھبرائے ہوئے ہو؟" باس نے نوجوان کے چہرے پر اڑتی ہوائیاں دیکھ کر کہا۔

"باس کمانڈر انچیف نے سنٹر کا دورہ منسوخ کر دیا ہے"۔ نوجوان نے رپورٹ دی۔

"کیوں وہ تو جانے کے لئے تیار تھا۔ باس کے لئے بھی یہ خبر بم کا دھماکہ ثابت ہوئی"۔

"باس جس وقت وہ جانے کے لئے کار میں بیٹھا ہی تھا کہ اچانک ایک کیپٹن ایمرجنسی کال کے لئے دوڑتا ہُوا آیا اور پھر کمانڈر انچیف نے وہ کال سن کر جانے کا ارادہ منسوخ کر دیا"۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"وجہ؟" باس نے غصے سے بھپرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کال سے پتہ چلا ہے کہ سنٹر میں خطرہ پیدا ہو گیا ہے وہاں کی بار بار سرنگ سے چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے" نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ تم نے نمبر تھرٹی سکس کو اپنی کارروائی روکنے کا حکم نہیں دیا" باس غصے سے چیخ پڑا۔

"مم۔ مم۔ مگر باس آپ نے کب حکم دیا تھا" نوجوان باس کو اتنے شدید غصے میں دیکھ کر بوکھلا گیا۔

"یو ڈیم فول" تم نے سارا پروگرام درہم برہم کر دیا۔ اب جبکہ کمانڈر انچیف جانے والا تھا۔ نمبر تھرٹی سکس نے اپنی پرانی کارروائی کر کے اسے روک دیا چلو آپریشن ہال میں چلو۔

باس کا چہرہ غصے اور جھنجلاہٹ کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا اور پھر وہ تقریباً بھاگتا ہوا آپریشن ہال میں آیا جہاں سائنسی مشین فٹ تھی۔

"نمبر تھرٹی سکس کو کال کرو" اس نے ایک آپریٹر کو سخت لہجے میں حکم دیا۔

"اوکے سر" آپریٹر نے گھبرا کر جواب دیا اور پھر وہ مشین پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے لگا۔ جلد ہی مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ پھر چند لمحوں بعد مشین پر ایک آدمی کا عکس ابھر آیا جو ایک چھوٹی سی مشین پر جھکا ہوا اس کا چہرہ گھبرایا ہوا تھا۔

"ہیلو نمبر تھرٹی سکس۔ باس سپیکنگ" نمبر ون نے آپریٹر کے ہاتھ سے ہیڈ فون لے کر سر پر چڑھا لیا۔

"یس سر" تھرٹی سکس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"فوراً اپنی سابقہ کارروائی بند کرو۔ ہم نے ٹاپ بلیو فٹ کر دی ہے اب فی الحال اس کارروائی کی ضرورت نہیں" نمبر ون نے چیختے ہوئے اسے حکم دیا۔

"اوکے سر۔ مجھے پہلے آرڈر دے دیا جاتا تو اچھا تھا"۔ نمبر تھرٹی سکس کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی۔

"جو میں کہہ رہا ہوں اس کی تعمیل کرو۔ تمہاری کارروائی کی وجہ سے ہمارا پروگرام درہم برہم ہو گیا"۔ نمبر ون نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔ میں ابھی وہ ٹائم بم ہٹا لیتا ہوں"۔ نمبر تھرٹی سکس نے جواب دیا۔

"اوکے"۔ نمبر ون نے کہا اور پھر ہیڈ فون اُتار دیا۔ آپریٹر نے دوبارہ مشین کے بٹن بند کئے۔ سکرین تاریک ہو گئی۔

"اوہ یہ بُرا ہوا۔ اِدھر میٹنگ میں اس بے وقوف عمران نے بلیو آئی کے متعلق کافی حد تک قریب ترین شکوک کا اظہار کیا ہے"۔ باس نے بے چینی سے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے۔ مگر عمران کے متعلق مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انتہائی عیار اور چالاک آدمی ہے"۔ باس نے فکر مند لہجے میں کہا۔

"تو پھر کیا خیال ہے اگر حکم ہو تو اسے فوراً ختم کر دیا جائے"۔ نوجوان نے دلیری کا اظہار کیا۔

"نہیں۔ میں ابھی فی الحال کسی کو چھونا نہیں چاہتا۔ میں چاہتا ہوں جتنی خاموشی سے ہمارا کام ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ زیادہ الجھاؤ سے بعض اوقات معاملات خراب ہو جاتے ہیں"۔

"جی"۔ نوجوان نے اثبات میں ہنکارا بھرا۔

"اب دیکھو۔ اگر تھرٹی سکس یہ کارروائی نہ کرتا اور آج کمانڈر انچیف سنٹر کے دورے پر چلا جاتا تو ہمارے کام کا پہلا مرحلہ آج ہی مکمل ہو جاتا۔

اور کسی کو پتہ بھی نہ چلتا۔" باس نے بے چین لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"مگر باس، اگر کمانڈر انچیف کی بجائے سنٹر کے کسی آفیسر کو بلیو آئی دے دی جاتی تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوتا۔" نوجوان نے ایک تجویز پیش کی۔
"نہیں تم نہیں سمجھتے۔ یہ منصوبہ اتنا خفیہ ہے کہ تھرٹی سکس کی وہاں موجودگی کے باوجود ہمیں منصوبے کی تفصیلات کی ہوا بھی نہیں لگی۔ کمانڈر انچیف اس لحاظ سے بہترین مہرہ ثابت ہوتا۔ کیونکہ تمام دستاویزات کی کاپیاں مل جاتیں۔ مگر افسوس۔ فی الحال یہ کام رک گیا ہے۔"
باس نے جواب دیا اور پھر وہ دوبارہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا مختلف کمروں سے ہوتا ہوا اپنے مخصوص کمرے میں آیا۔ وہ کرسی پر بیٹھا چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھا کر ٹیلیفون کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔
"ہیلو ٹونی سپیکنگ۔" دوسری طرف سے ٹونی کی کرخت آواز سنائی دی۔
"بلیو اسٹار۔" باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس۔ کیا بات ہے۔" ٹونی کے لہجے میں اس بار نرمی تھی۔
"سنو ٹونی۔ ایک کام کرنا ہے۔ معاوضہ تمہیں مل جائے گا۔ باس کے لہجے میں تحکمانہ پن زیادہ ابھر آیا تھا۔
"کیا کام ہے۔" ٹونی نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔
"یہاں دارالحکومت میں ایک احمق شخص ہے علی عمران ——— اس کی نگرانی کرنی ہے لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ بظاہر احمق آدمی دراصل انتہائی چالاک اور عیار ہے۔ تمہیں کوئی چالاک اور دلیر آدمی اس کی نگرانی کے لئے لگانا پڑے گا۔ مجھے اس کی تمام مصروفیات کی رپورٹ چاہیئے۔" باس نے

تفصیل بتلائی۔

"اس کا پتہ" ٹونی نے پوچھا۔

اور پھر باس نے اسے عمران کے فلیٹ کا پتہ بتا دیا۔

"کس قسم کی رپورٹ چاہیئے" ٹونی کے لہجے میں مُردہ پن تھا۔ کیونکہ صرف نگرانی کا کام اس کے معیار کا نہیں تھا۔

"بس جہاں جہاں وہ جائے اور جس جس کو ملے۔ مکمل تفصیل" باس نے جواب دیا۔

"نگرانی سے زیادہ بہتر یہ نہیں کہ اسے ختم کر دیا جائے" ٹونی نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں۔ فی الحال مجھے صرف اس کی مصروفیات کی رپورٹ چاہیئے قتل کے متعلق بعد میں دیکھا جائے گا" باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے" میں ایک آدمی اس کی نگرانی پر لگا دیتا ہوں چار گھنٹے بعد آپ کو رپورٹ مل جائے گی" ٹونی نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے" باس نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔ اب اسے قدرے اطمینان ہو گیا تھا۔ کیونکہ عمران کی تفصیلی رپورٹ ملنے پر کہ وہ کتنا عیار آدمی ہے اور پھر میٹنگ میں اس کا کردار دیکھ کر وہ قدرے پریشان ہو گیا تھا۔

کیپٹن شکیل جب ہال میں پہنچا تو اس نے صدیقی کو وہیں موجود پایا۔
"میرے ساتھ چلو۔"
اس نے صدیقی کے قریب پہنچ کر کہا اور صدیقی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔
کیپٹن شکیل نے ہال سے باہر نکل کر اسے جیب سے نکال کر ایک اسپیشل پاس دیا۔ اور پھر اسے تمام صورتِ حال سمجھانے لگا۔
"پھر اب کیا پروگرام ہے؟"
"میرا خیال ہے تمام ملحقہ آفسز کا ایک راؤنڈ لگا لیا جائے کیونکہ جو شرارت ہوتی ہے ضرور اس کا تعلق آفسز سے ہی ہوگا کیونکہ منصوبہ تو یہاں سے نہ جانے کتنی دور اور کہاں پر ہوگا۔" کیپٹن شکیل نے رائے پیش کی۔
"ٹھیک ہے۔ پھر میں دائیں طرف سے شروع ہوتا ہوں۔ تم بائیں طرف سے تاکہ تمام آفسز اچھی طرح چیک کر لئے جائیں۔"
"ٹھیک ہے۔ ذرا احتیاط سے کام کرنا کیونکہ مجھے بے حد خطرناک معلو

ہو رہا ہے۔"

کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر بائیں طرف مڑ گیا۔

یہاں دفتروں کا ایک جال سا پھیلا ہوا تھا۔ یہ منصوبہ کا کنٹرولنگ سنٹر تھا اصل منصوبہ کہاں عمل پذیر ہے اس کے متعلق شاید چیف آفیسر کو بھی معلوم نہیں ہوگا۔

انتہائی بائیں جانب جا کر وہ نزدیک ترین آفس کے باہر ڈیوٹی پر موجود پریس کے چاق و چوبند سپاہی کو پاس دکھا کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک بہت بڑی مشین کے پیچھے ایک نوجوان سا آپریٹر موجود تھا وہ خاموشی سے اس کے قریب جا کر رک گیا۔ آپریٹر نے ایک لمحے کے لئے سر اٹھا کر کیپٹن شکیل کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اور پھر دوبارہ مشین کی کارکردگی میں مصروف ہو گیا۔

کیپٹن شکیل نے بڑی گہری نظروں سے مشین کی کارکردگی چیک کی اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا لیکن کوئی بات بھی اسے مشکوک نظر نہیں آئی۔ وہ ایک نظر اِدھر اُدھر ڈال کر آفس سے باہر نکل آیا۔

مختلف آفسز چیک کرنے کے باوجود کہیں بھی اسے مشکوک بات نظر نہیں آئی۔ وہ اب قدرے اکتا چکا تھا۔ پھر ایک آفس کے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ چونک پڑا۔

دروازے سے اسے ایک آدمی کی ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

یہ ایک چھوٹا سا آفس تھا جس میں ایک بہت بڑی مشین کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل نے آہستہ سے دروازے کے اندر نظر ڈالی۔ وہ آدمی

مشین کے پیچھے تقریباً چھپا ہوا تھا۔ "بہتر جناب۔ میں ابھی وہ ٹائم بم ہٹا لیتا ہوں۔" مشین کے پیچھے بیٹھے ہوئے آپریٹر نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل کھٹک گیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ اچانک وہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ شاید ٹرانسمیٹر بند کر کے مزید کارروائی کے لئے کھڑا ہوا تھا۔

"ہینڈز اَپ۔ خبردار اگر حرکت کی۔" کیپٹن شکیل نے اس کی طرف ریوالور تانتے ہوئے

"مم۔ مگر تم کون ہو۔" نوجوان گھبرا گیا۔

"تم وہ ٹائم بم ہٹا دو فوراً۔" کیپٹن شکیل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"کونسا ٹائم بم تم کون ہو۔" اب وہ نوجوان اچانک جھٹکے سے سنبھل چکا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ فضول بکواس مت کرو۔" کیپٹن شکیل نے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہوا۔ تم اس کمرے میں داخل کس کے حکم سے ہوئے ہو۔" اب وہ نوجوان پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پُراسراری چمک تھی۔

"مسٹر تھرلی سکس۔ میں تمہارا تمام کردار سمجھ چکا ہوں۔ اس لئے اب بہانے بازی فضول ہے۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

لیکن پھر دوسرے لمحے اچانک تھرلی سکس نے ریوالور کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کیپٹن شکیل پر چھلانگ لگا دی۔ شاید اس کے دماغ میں عافیت کی اس سے بہتر کوئی راہ نہ آئی ہو کہ کیپٹن شکیل کو زیر کر کے ہی اپنا راز چھپا سکتا ہے۔ اس کا حملہ اتنا اچانک اور بھرپور تھا کہ کیپٹن شکیل وار بچا نہ سکا اور دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے آ گرے۔ مگر کیپٹن شکیل انتہائی پھرتی سے اٹھ

کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے — اس نوجوان کے اٹھتے ہی کیپٹن شکیل نے جوڈو کا بھرپور وار کیا۔

کھڑی ہتھیلی کا ایک ہی وار پڑا تھا کہ کھٹک کی آواز آئی اور وہ نوجوان لہراتا ہوا فرش پر آگرا۔ دو چار منٹ تڑپا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ نادانستگی میں کیپٹن شکیل کافی بھرپور وار کر چکا تھا۔ گو اس کا مقصد اسے ختم کرنا نہیں تھا، لیکن اب جب کہ وہ مر چکا تھا تو مجبوری تھی۔

لڑائی کی آواز سن کر باہر موجود گارڈ کا ایک آدمی اندر آگیا لیکن کیپٹن شکیل نے اسے اپنا پاس دکھا کر حکم دیا کہ وہ فوراً چیف آفیسر کو بلوائے۔ چنانچہ فوراً ہی چیف آفیسر آفس میں آموجود ہوا۔

"یہ کیا ہوا مسٹر شکیل"! چیف آفیسر نے حیرت بھری نظروں سے آپریٹر کی لاش دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹائم بم لگانے والا یہی شخص تھا۔ میں جب کمرے میں داخل ہوا تو ٹرانسمیٹر پر کسی سے ہدایات لے رہا تھا۔ آپ فوراً مشین چیک کرائیں اور ٹائم بم ہٹوالیں"۔ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں چیف آفیسر سے کہا اور چیف آفیسر چونک کر اس مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے جھک کر مشین کے مختلف بٹن دیکھنے شروع کر دیئے ابھی وہ پوری طرح مسئلے کو سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے اس کمرے کا ملبہ ان کے سروں پر آن پڑا۔

عمران کو آج صبح بلیک زیرو نے کمانڈر انچیف کی آئی رپورٹ دی۔
آئی اسپیشلسٹ نے کمانڈر انچیف کی بائیں آنکھ کا بغور معائنہ کرنے کے بعد رپورٹ دی تھی کہ آنکھ بالکل ٹھیک کام کر رہی ہے۔ البتہ اس آنکھ کی پتلی دائیں آنکھ کی پتلی سے قدرے بڑی ہے اور اس کی پتلی کا رنگ نیلا ہے۔ جس کی وجہ بغور معائنہ کرنے کے باوجود بھی معلوم نہیں ہو سکی۔ مزید معائنہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے، جبکہ پتلی نکال کر اس کا باقاعدہ لیبارٹری میں تجزیہ کیا جائے جو کہ ناممکن ہے۔

عمران رپورٹ پڑھ کر سوچ میں پڑ گیا۔ کیونکہ رپورٹ بے حد مبہم سی تھی چند لمحے تک وہ سوچتا رہا پھر اس نے رپورٹ جیب میں ڈالی، اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"کمانڈر انچیف سے بات کراؤ"۔

عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ دوسری طرف شاید کمانڈر انچیف کا پرسنل سیکرٹری تھا۔

"آپ کون صاحب ہیں"۔ پرسنل سیکرٹری نے سوال کیا۔

"ایکسٹو"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیا اور اس لفظ کا پرسنل سیکرٹری پر نہ جانے کیا اثر ہوا۔ اس کی آواز میں گھبراہٹ سی پیدا ہو گئی۔

"یس سر۔ ون منٹ ہولڈ کیجئے"

ایک منٹ بعد کمانڈر انچیف ظفر آفریدی کی آواز سنائی دی۔

"ظفر آفریدی سپیکنگ"

"ایکسٹو دس اینڈ"، عمران نے پُروقار لہجے میں کہا۔

"فرمائیے"، ظفر آفریدی نے پوچھا۔

"یہ بتلایئے کہ آپ اپنی بائیں آنکھ میں کوئی تکلیف تو محسوس نہیں کرتے یا کوئی اور خاص قابلِ ذکر بات ہ"، عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مگر کیا بات ہے آپ لوگ کیوں میری آنکھ کے پیچھے پڑ گئے ہیں"

ظفر آفریدی کا لہجہ قدرے سخت تھا۔ شاید وہ اپنی آنکھ کے ذکر سے الرجک ہو چکا تھا۔

"مسٹر آفریدی مجھے شک ہے کہ آپ کی بائیں آنکھ اس کیس میں غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکی ہے اس لئے میں اس بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہا ہوں"، عمران کا لہجہ بھی بے حد تلخ تھا۔

"میری آنکھ کیا اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی"، ظفر آفریدی کا لہجہ اس بار نرم تھا۔ شاید انہیں احساس ہو گیا تھا کہ وہ کس سے

بات کر رہے ہیں۔

" یہ وقت بتلائے گا۔ میں اپنے نمائندے علی عمران کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں برائے مہربانی اس کے سوالات کا جواب دیجئے" عمران نے کہا۔

" میں مصروف ہوں۔ اس لئے آپ کے نمائندے کو وقت نہیں دے سکتا" سوری۔

ظفر آفریدی صاحب دوبارہ جلال میں آگئے۔

" آپ کو وقت دینا پڑے گا" عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

عمران کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ عمران نے جیسے ہی ریسیور رکھا ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے دوبارہ ریسیور اٹھا لیا۔

" صفدر سپیکنگ سر" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو" عمران نے مخصوص آواز میں جواب دیا۔

" سر ابھی ابھی بلیو سٹار کی کال ٹونی کو وصول ہوئی ہے اس نے ٹونی کو عمران صاحب کی نگرانی کا حکم دیا ہے" صفدر نے رپورٹ دی۔

" اوہ۔ عمران کی نگرانی" عمران واقعی اس خبر پر چونک پڑا۔

" جی ہاں" صفدر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے تم وہاں کس پوزیشن میں ہو" عمران نے پوچھا۔

" میں نے وہاں بیرا گیری کا کام شروع کیا ہوا ہے اور حسب ہدایت ٹونی کا ٹیلیفون ٹیپ کیا گیا ہے" صفدر نے جواب دیا۔

" او کے۔ ٹھیک ہے" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

" تو کھیل اب شروع ہوا ہے" عمران نے ریسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے

"ادکے بھیجد ا نہیں" کمانڈر انچیف نے جواب دیا۔
پرسنل سیکرٹری نے عمران کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور پھر چپراسی نے پردہ اٹھا کر سلام کیا اور عمران سلام کا جواب دیتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمانڈر انچیف کا آفس انتہائی سجا ہوا تھا۔ ایک لمبی سی میز کے پیچھے وہ براجمان تھے۔
عمران جب اندر داخل ہوا تو اس کے چہرے پر حماقتوں کا سمندر موجزن تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمانڈر انچیف کی طرف بڑھتا گیا۔ اس کے قدم اتنے تیز تھے کہ کمانڈر انچیف گھبرا گئے اضطراری طور پر وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
عمران جیسے ہی میز کے قریب پہنچا اسے یوں بریک لگ گئے جیسے وہ کبھی اپنی جگہ سے ہلا ہی نہ ہو۔
"ہیلو ظفر آفریدی صاحب ——— کیا حال ہیں آپ کے" عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا اور کمانڈر انچیف صاحب کو بادل نخواستہ مصافحہ کرنا پڑا۔
"تشریف رکھیے۔ تشریف رکھیئے، آپ نے خواہ مخواہ کھڑے ہونے کی تکلیف فرمائی۔ اگر آپ میری عزت افزائی کے لئے ایسا کر رہے ہیں تو میں آپ کا احسان زندگی میں تو شاید بھول جاؤں مگر موت کے بعد ہرگز ہرگز نہیں بھولوں گا۔ پکا وعدہ رہا" عمران کا ٹیپ شروع ہو گیا۔
کمانڈر انچیف جھنجلا کر کرسی پر بیٹھ گئے۔
"آپ کیسے آئے ہو" انہوں نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بڑے تحمل سے پوچھا۔

"بس ذرا منہ گشت کرنے کو طبیعت چاہی تھی!" میں نے کہا چلو ذرا کمانڈر انچیف صاحب کی نیاز حاصل کرلوں۔ بقول شاعر ؎
مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کئے ہوئے

عمران کی باتوں کا چرخہ جب چل ہی پڑا تھا تو پھر اس کا رکنا تو ظاہر ہے بے حد محال تھا۔

"آپ میرا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میں ایکسٹو سے آپ کی شکایت کروں گا۔"

اس بے معنی بکواس پر کمانڈر انچیف صاحب غصہ ضبط نہ کر سکے۔

"جو گلہ شکوہ ہو مجھ سے کر لیجئے۔ ایکسٹو نے دفتر شکایات و تجاویز ابھی نہیں کھولا۔"

عمران نے بدستور تمسخرانہ لہجے میں جواب دیا۔

"شٹ اپ۔" آپ کام کی بات کریں ورنہ چلے جائیں۔ کمانڈر انچیف صاحب اب غصے سے پھٹ پڑے۔

"اوکے۔ چلو کام کی بات کرتے ہیں۔ سنائیے آپ کی بائیں آنکھ کا کیا حال ہے۔ نظر ٹھیک آتا ہے یا ایک کے دو دو نظر آرہے ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"میری سمجھ سے باہر ہے کہ آپ لوگ میری آنکھ کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں۔ جب آئی اسپشلسٹ نے معائنہ کے بعد رپورٹ دے دی ہے کہ آنکھ بالکل اوکے ہے تو آپ لوگوں کو اب کوئی اور موضوع چاہیئے۔" کمانڈر انچیف کے لہجے میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ بیزاری کے آثار بھی موجود تھے۔ عمران خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر سے حماقتیں یوں غائب ہو گئی تھیں

جیسے کسی نے نقاب پہن لیا ہو۔ اب وہاں انتہائی باوقار اور سنجیدہ عمران موجود تھا۔
عمران کے چہرے پر اتنی باوقار اور ٹھوس سنجیدگی دیکھ کر ایک لمحے کے لئے کمانڈر انچیف صاحب بھی بوکھلا گئے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنا احمق آدمی اتنا سنجیدہ بھی ہو سکتا ہے۔

"کیا بات ہے۔ آپ یکدم سنجیدہ ہو گئے۔ عمران کو دیکھ کر کمانڈر انچیف صاحب کا غصہ صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

"میں اس فلسفے پر غور کر رہا ہوں کہ آپ کو ایک کے دو دو نظر نہیں آ رہے"
عمران نے بڑی گہری سنجیدگی سے جواب دیا۔

اور کمانڈر انچیف صاحب حیران رہ گئے کہ عمران کی اس بات پر وہ ہنسیں یا غصہ کریں ان کی کچھ عجیب سی حالت ہو گئی۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"
انہوں نے بوکھلاہٹ سے جواب دیا۔ کمانڈر انچیف صاحب جن کے متعلق مشہور تھا کہ وہ انتہائی سنجیدہ اور متین آدمی ہیں۔ آج تک بڑے سے بڑے معرکے میں ان پر بوکھلاہٹ طاری نہیں ہوئی تھی عمران انہیں انگلیوں پر نچا رہا تھا۔

"مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ بھی دیکھ رہے ہوں۔ کوئی اور بھی دیکھ رہا ہو"
عمران نے سوچتے ہوئے جواب دیا جیسے وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکا ہو۔

"اوہ" کمانڈر انچیف صاحب اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے آئیڈیئے کو کچھ کچھ سمجھ گئے۔ دوسرے لمحے عمران جھپٹ کر اٹھا۔

ذرا آنکھ دکھایئے ———— میں خود آنکھ کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔
اس کے لہجے میں زیادہ جوش تھا۔ جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔
پھر اس سے پہلے کہ کمانڈر انچیف صاحب پر کوئی ردِ عمل ہوتا۔ عمران ان کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن پھر ایک انتہائی حیران کن واقعہ ہوا۔ ابھی عمران ان کی آنکھ دیکھ ہی نہیں سکا تھا کہ اچانک کمانڈر انچیف کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور انہوں نے بے اختیار بائیں آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے جھک گئے۔ عمران نے تیزی سے ان کا ہاتھ جو ہٹایا تو وہ یہ دیکھ کر گنگ رہ گیا کہ ان کی بائیں آنکھ سے خون بہہ رہا تھا اور آنکھ کی پتلی غائب تھی۔ کمانڈر انچیف صاحب کانے ہو چکے تھے۔ تکلیف اتنی شدید تھی کہ چند لمحوں بعد کمانڈر انچیف صاحب بے ہوش ہو گئے۔ ان کی چیخ کی آواز سن کر چپراسی اور ان کا پرسنل سیکرٹری تیزی سے کمرے میں داخل ہوئے اس سے پہلے کہ وہ صورتِ حال کو سمجھتے عمران نے چیخ کر کہا۔
"ڈاکٹر کو بلاؤ فوراً"
اور پھر پرسنل سیکرٹری بھاگ کر ٹیلیفون کرنے میں مشغول ہو گیا۔
جلد ہی ڈاکٹر آ گیا۔ اس نے آنکھ کا معائنہ کیا اور پھر ایمبولینس میں انہیں ہسپتال لے جانے کا حکم صادر فرمایا۔
جلد ہی کمانڈر انچیف صاحب کو ہسپتال لے جایا گیا اور عمران کسی گہری سوچ میں غرق کار میں بیٹھ کر دانش منزل کی طرف چل کھڑا ہوا۔

صدیقی مختلف آفسز کو چیک کرتا ہوا جب کافی آگے نکل آیا تو اچانک اس کی نظر کافی دور دائیں طرف ایک آدمی پر پڑی جو ایک چھوٹے سے آفس کے باہر دروازے سے کان لگائے کھڑا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا۔

صدیقی کو شک گزرا۔

چنانچہ وہ تیزی سے اس طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ کافی دور تھا کہ اچانک اس نے اس آدمی کو پیچھے ہٹتے دیکھا اور اس سے پہلے کہ صدیقی کچھ سمجھتا اس نے دیکھا کہ اس آدمی نے جیب سے ہاتھ نکالا اور پھر کوئی چیز آفس کی طرف پھینک دی۔

وہ شے پھینکتے ہی مڑا اور تیزی سے دوسرے آفس کی طرف مڑا۔ اسی لمحے ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور اس نے اس آفس کے ٹکڑے اڑتے دیکھے۔ آفس کو بم مار کر تباہ کر دیا گیا تھا۔

صدیقی نے جیب سے ریوالور نکال کر اس آدمی پہ گولی چلا دی۔
گولی اس کی ٹانگ پر لگی اور وہ لڑکھڑا کر فرش پر گر پڑا۔ مگر گرتے ہی وہ اُٹھا اور پھر اس نے ایک اور بم نکال کر صدیقی کی طرف اچھال دیا۔
صدیقی یکدم جھک گیا اور بم اس کے اوپر سے ہوتا ہوا دور جا گرا۔ پھر اس کے پھٹنے سے ایک اور دھماکہ ہوا مگر دوسرے لمحے صدیقی کے ریوالور سے نکلنے والی گولی اس آدمی کا سینہ توڑتی ہوئی گزر گئی۔
گولی شاید دل میں لگی تھی کہ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں وہ ٹھنڈا ہو گیا۔
بموں کے دھماکوں نے پورے سنٹر میں ہلچل مچا دی۔ خطرے کے سائرن بھی بھیانک آواز سے گونجنے لگے۔ صدیقی بھاگتا ہوا اس تباہ شدہ آفس کے ملبے کے قریب پہنچا۔ اتنے میں باقی لوگ اور سنٹر کا حفاظتی عملہ بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ پھر جب ملبے سے کیپٹن شکیل کا جسم دستیاب ہوا تو صدیقی کا رنگ اڑ گیا۔
کیپٹن شکیل کے چہرے پہ موت کی سی زردی چھائی ہوئی تھی۔ سر پر خون ہی خون۔ صدیقی نے دھڑکتے دل سے اس کی نبض ٹٹولی اور پھر اطمینان کی ایک گہری سانس لی۔ کیپٹن شکیل صرف بے ہوش تھا۔ گر اس کی حالت ایسی تھی کہ یہ بیہوشی دائمی بھی ہو سکتی تھی لیکن جلد ہی ایمبولینس وہاں پہنچ گئی اور پھر کیپٹن شکیل، چیف آفیسر اور اس آپریٹر کو جو ختم ہو چکا تھا۔ اٹھا کر پہلے سنٹر ہسپتال میں لے جایا گیا۔ صدیقی سے بھی پوچھ گچھ کی گئی۔ کرنل اے بذاتِ خود سنٹر پہنچ گئے۔ پھر صدیقی سے پوچھ گچھ کے بعد انہوں نے اسے ایکسٹو کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کی اجازت دے دی۔
صدیقی خاموشی سے سنٹر کے ایک دُور افتادہ کونے میں چلا گیا اور پھر اس

نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کیا جلد ہی سلسلہ مل گیا۔
"صدیقی سپیکنگ سر۔ اوور"۔ صدیقی نے کہا۔
"ایکسٹو دس اینڈ رپورٹ اوور"۔
" ایکسٹو کی مخصوص آواز آئی۔ اور پھر صدیقی نے تمام حالات پوری تفصیل سے ایکسٹو کو سنا دیئے۔
اوہ ۔۔۔ کیپٹن شکیل کی اب کیا حالت ہے۔ اوور"۔ ایکسٹو کے لہجے میں ہلکی سی پریشانی تھی"۔
"ڈاکٹروں نے بتلایا کہ اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ صرف سر پر چوٹ آئی تھی باقی جسم محفوظ رہا۔ اوور" صدیقی نے بتلایا۔
"ٹھیک ہے میں ابھی وہاں عمران کو بھیجتا ہوں۔ تم کیپٹن شکیل کے قریب ہی رہنا اوور"۔
"ٹھیک ہے جناب۔ اوور" صدیقی نے جواب دیا۔
"اوور اینڈ آل"۔
ایکسٹو نے جواب دیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ صدیقی نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور پھر اٹھ کر ہسپتال کی طرف چل دیا۔
کیپٹن شکیل کو ابھی تک ۔۔۔ ہوش نہیں آیا تھا۔ اسے گلوکوز اور خون دیا جا رہا تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے آفیسر تحقیقات میں مصروف تھے جو آفس تباہ ہوا تھا اس کا ملبہ اٹھایا جا چکا تھا اور پھر ۔۔۔ بغور معائنے کے بعد پتہ چلا لیا گیا کہ ٹائم بم کہاں فٹ کیا گیا ہے۔ دراصل یہ ٹائم بم نہیں بلکہ وائرلیس چارج بم تھا۔ اس کے ہٹانے کے بعد کام معمول پر آ گیا۔
تھوڑی دیر بعد عمران بھی ایکسٹو کے مخصوص نمائندے کی حیثیت سے سنٹر میں

پہنچ گیا۔
عمران سیدھا ہسپتال آیا اور کیپٹن شکیل کی حالت دیکھ کر اسے اطمینان ہوا وہ صدیقی کو ایک طرف لے گیا۔ پھر اس نے اس سے تمام حالات تفصیل سے معلوم کئے۔ اور وہ آفس اور مشین بھی چیک کی۔
اب وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ پھر اس نے کرنل اے سے بات چیت کی۔ کرنل اے غیر ملکیوں کی ان سرگرمیوں سے بے حد پریشان تھا۔ گو ابھی تک منصوبے کی اصل اسکیم اور اس کے مقاصد کا ان کو پتہ نہیں چل سکا تھا مگر جس تیز رفتاری سے ان کی تخریبی سرگرمیاں جاری تھیں ان سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جلد ہی منصوبے کا مقصد اور اس کا اصل محل وقوع کا پتہ چلالیں گے اور یہ ملک کے لیے نقصان عظیم ہوگا۔
پھر کیپٹن شکیل ہوش میں آگیا۔ اس نے کرنل اے اور عمران کو تفصیل سے بیان دیا اور ٹرانسمیٹر کی گفتگو اس نے سنی تھی وہ بھی سنا دی۔
عمران اور کرنل اے تفصیلات سن کر سوچ میں گم ہو گئے۔ حالات ان کے اندازے سے کہیں زیادہ مخدوش تھے۔ عمران نے کرنل اے کو کہا کہ وہ سنٹر کے ہر آدمی کی اچھی طرح چیکنگ کرے۔ نامعلوم اور کتنے آدمی مجرموں سے ملے ہوتے ہوں گے اور پھر کیپٹن شکیل کو اپنی کار میں ڈال کر وہ دانش منزل آگیا۔ تاکہ یہاں اس کا علاج صحیح طریقے سے ہو سکے صدیقی بھی ساتھ تھا۔
عمران اب سوچ رہا تھا کہ مجرموں کے سرغنے پر فوراً ہاتھ ڈال دینا چاہیئے کیونکہ معاملہ بے حد نازک تھا اور کہیں ڈھیل دینے سے مجرم ملک کا بدترین نقصان کر دینے میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ چنانچہ انہیں دانش منزل

چھوڑ کر اس نے جیگر والا میک اپ کیا اور پھر ٹونی کے اڈے کی طرف چل پڑا کیونکہ فی الحال یہی ایک ذریعہ تھا۔ جس کے ذریعے وہ مجرموں پر ہاتھ ڈال سکتا تھا۔

اس نے کار ٹونی کے اڈے سے کافی دور روکی اور پھر اتر کر پیدل ہی اڈے کی طرف چل پڑا۔ جب وہ اڈے میں داخل ہوا تو اسے صفدر ایک بیرے کے روپ میں نظر آ گیا۔ عمران نے اسے آنکھ ماری اور صفدر زیر لب مسکرا دیا۔ وہ خود چلتا ہوا سیدھا ٹونی کے مخصوص آفس کی طرف بڑھ گیا۔

ٹونی آفس میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے آثار تھے۔ جیگر کو دیکھتے اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"آؤ آؤ جیگر تم کہاں چلے گئے تھے۔ میں نے تمہیں بے حد تلاش کرایا مگر تمہارا کہیں بھی پتہ نہ چل سکا۔"

"میں چند دنوں کے لئے ذرا اپنے آبائی شہر چلا گیا تھا۔ چند ضروری معاملات نپٹانے تھے۔ کیا بات ہے کوئی خاص پریشانی ہے۔"

عمران کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"ہاں اس بلیو سٹار والے معاملے نے تنگ کر دیا ہے"۔ ٹونی کے لہجے میں دوبارہ پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے۔

"کیا بات ہے"۔ عمران نے دوبارہ دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"بات کیا ہونی ہے اس سالے عمران کا چکر ہے"۔

"ٹونی نے کہا۔ اور عمران کی اپنا لقب سن کر طبیعت صاف ہو گئی۔

"وہ کیسے؟" عمران نے بڑی مشکل سے تلخ گھونٹ حلق سے اتارا۔

"وہ مل ہی نہیں رہا نہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔ کئی دنوں سے اس کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہے۔ لیکن وہ فلیٹ پر آیا ہی نہیں ہے" ٹونی نے جواب دیا۔

"پھر اب؟"

عمران نے سوال کیا لیکن اس سے پہلے کہ ٹونی کوئی جواب دیتا ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ ٹونی نے پھرتی سے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"ہیلو ٹونی سپیکنگ۔"

ٹونی کی آواز میں رعب تھا۔

"بلیو اسٹار" دوسری طرف سے آواز آئی اور ٹونی چونک پڑا۔ عمران بھی بلیو اسٹار کا لفظ سن کر چونکا اور پھر اس نے گفتگو کی طرف اپنی پوری توجہ مبذول کر لی۔

"فرمایئے" ٹونی کا لہجہ قدرے نرم پڑ گیا۔

"علی عمران کا کیا ہوا۔ دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔"

"وہ مل ہی نہیں رہا ــــــ فلیٹ پر آتا ہی نہیں۔" ٹونی نے جواب دیا۔

"یہ تمہاری کارکردگی ہے۔ تین دن ہو گئے ہیں تمہیں کہے ہوتے اور ابھی تک تمہیں عمران کا پتہ ہی نہیں چل سکا کہ وہ کہاں ہے۔" بلیو اسٹار کے لہجے میں غصے کے ساتھ جھنجلاہٹ بھی تھی۔

"اب وہ نہ ملے تو کیا کیا جا سکتا ہے۔"

ٹونی کو بھی غصہ آ گیا۔

"سنو اسے پورے شہر میں تلاش کراؤ۔ اور سنو اس کی اس بار نگرانی

نہیں کرنی بلکہ جہاں نظر آتے اسے گولی مار دو۔ میں ہر قیمت پر اس کی لاش چاہتا ہوں"
بلیو اسٹار نے سخت لہجے میں کہا۔
"اوکے۔ میں کوشش کرتا ہوں جیسے وہ نظر آیا اسے گولی ماردی جائے گی"
ٹونی نے جواب دیا۔
اور پھر شاید رابطہ ختم ہو گیا۔ ٹونی نے رسیور رکھ دیا۔
"جیگر یہ کام تم کرو۔ میں تمہیں عمران کا حلیہ اور اس کے فلیٹ کا پتہ بتلائے دیتا ہوں۔ تم کسی طرح اس کا پتہ چلالو" ٹونی نے عمران کی تلاش کی ذمہ داری عمران پر ہی ڈال دی۔
"ٹھیک ہے میں کوشش کرتا ہوں"
عمران نے جواب دیا اور پھر جیگر نے عمران کا ہی حلیہ اسے تفصیل سے بتلانا شروع کر دیا۔
"اوہ۔ اسے تو میں جانتا ہوں" عمران نے حلیہ سُننے کے بعد کہا۔
"کیا مطلب۔ کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے" ٹونی بری طرح اچھل پڑا۔
"ہاں" عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔
"کہاں ہے وہ ؟" ٹونی نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔
"اس کا صحیح پتہ کسی کو بھی نہیں معلوم۔ وہ بے حد خطرناک اور چالاک آدمی ہے۔ میرے خیال میں میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔ مگر اسے گولی مارنا کارے دارد ہے۔ اس کی ہزار آنکھیں ہیں"

عمران نے اسے ٹالتے ہوئے دوسرا موضوع شروع کر دیا۔

" ایک دفعہ اس کا پتہ چل جائے۔ پھر چاہے وہ کروڑ آنکھیں رکھتا ہو۔ لیکن ریوالور کی ایک آنکھ سے نہیں بچ سکتا۔" لوٹی نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے میں چلتا ہوں اگر وہ مل گیا تو میں ٹیلی فون پر تمہیں اطلاع کر دوں گا۔ گولی مارنے کا انتظام تم خود کر لینا۔" عمران نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے تم بے فکر رہو۔ تم صرف اس کا پتہ بتا دو کہ وہ کہاں ہے پھر اسے گولی مارنا میرا کام ہے۔" لوٹی نے کہا اور پھر عمران اس سے ہاتھ ملا کر باہر نکل آیا۔ اس کے ذہن میں ایک سکیم آئی تھی وہ اس پر عمل کرنا چاہتا تھا۔

کمرے میں نمبر ون کے علاوہ تین آدمی بھی موجود تھے۔ تینوں گہری سوچوں میں غرق تھے۔

"حالات بہت بگڑ گئے ہیں۔ ادھر سنٹر میں ہمارے دونوں آدمی ختم ہو گئے ہیں۔ ادھر عمران بلیو آئی کو سمجھ ہی گیا تھا۔ اگر ہم نے اسے فوری تباہ نہ کر دیا ہوتا۔"

نمبر ون نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

میرے خیال میں سب سے پہلے ہمیں عمران کو ختم کرنا چاہیئے۔ ایک تیسرے آدمی نے تجویز پیش کی۔

"میں نے ٹونی کو فون کر کے عمران کو ختم کرنے کا حکم دے دیا۔" نمبر ون نے جواب دیا۔

"کیا ٹونی یہ کام کر لے گا۔" دوسرے آدمی نے پوچھا۔

" دراصل بات یہ ہے کہ میں اپنے آدمیوں کو سکرین میں نہیں لانا

چاہتا ہوں۔ اس لئے مجبوراً غنڈوں کی مدد لینی پڑ رہی ہے۔
"کیا خیال ہے اگر عمران کو گرفتار کر کے اس میں بلیو آئی فٹ کر دی جائے اس طرح اس کی ہر حرکت ہماری نظروں میں رہے گی۔
ایک آدمی نے تجویز پیش کی۔
"گڈ آئیڈیا"
نمبر ون نے فوراً جواب دیا اور باقی لوگوں نے بھی اس آئیڈیئے کی تائید کی۔
دوسری بات یہ ہے کہ کمانڈر انچیف کا کلیو تو ختم ہوا۔ میرا خیال ہے اب ملٹری انٹیلی جنس کے سربراہ کرنل اے کو بلیو آئی فٹ کر دی جائے۔ وہ اس معاملے میں اہم مہرہ ثابت ہو سکتا ہے۔
اسی آدمی نے جس نے عمران کے متعلق تجویز پیش کی تھی رائے پیش کی۔
"ہاں کرنل اے اس کام کے لئے صحیح ترین آدمی ہے مگر اس کی آنکھ میں بلیو آئی فٹ کرنا کار دارد ہے" نمبر ون نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"آپ اس بات کو مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں آج ہی اس مشن پر روانہ ہو جاتا ہوں"
اس آدمی نے جس نے تجویز پیش کی۔ اس نے کام کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔
"ٹھیک ہے اگر تم آج یہ کام کر دو تو ہم کل ہی اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے"۔ نمبر ون نے جواب دیا۔
"او کے میں اپنی پوری کوشش کروں گا" اس آدمی نے جواب دیا۔
"تم آپریشن کٹ اور ایک بلیو آئی سٹاک سے لے لو"
نمبر ون نے حکم دیا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ

میٹنگ برخاست ہوگئی۔ وہ تینوں نمبر ون سے ہاتھ ملا کر باہر نکل گئے۔
ان کے جانے کے بعد نمبر ون نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر ٹونی کو عمران کو قتل کرنے کی بجائے اسے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا پھر وہ مختلف کمروں سے ہوتا ہوا آپریشن روم میں آیا۔
نوجوان سپروائزر اس کے قریب آ گیا۔
"نمبر تھری رات کرنل لے کو بلیو آئی فٹ کرنے جائے گا۔ اسے وہ مشین دے دینا۔ اور اس کی تمام نقل و حرکت کی مکمل نگرانی ہونی چاہیئے"
نمبر ون نے سپروائزر کو حکم دیا۔
"او کے سر"
سپروائزر نے جواب دیا۔ پھر تھوڑی دیر تک نمبر ون بغور مشینوں کی حرکات دیکھتا رہا۔ پھر واپس آ گیا۔
اپنے کمرے میں آکر وہ چند لمحے تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر کوٹھی کے ایک حصے میں آیا اس نے اپنی کار نکالی اور کوٹھی سے باہر نکل آیا۔ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ کنگ روڈ پر آیا جہاں عمران کا فلیٹ تھا۔ اس نے عمران کے فلیٹ سے کافی دور کار روکی اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمران کے فلیٹ کے قریب ہوتا چلا گیا۔
اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا اس نے اپنی جیب کو تھپتھپایا اور اس میں ریوالور کی موجودگی کا احساس کر کے اطمینان کر لیا پھر جلد ہی وہ فلیٹ کے دروازے پر پہنچ گیا۔
دروازہ بند تھا۔
اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اندر گھنٹی بجنے کی آواز

آئی۔ وہ دروازہ کھلنے کا انتظار کرتا رہا۔

"چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پھر سلیمان کی شکل نظر آئی۔

"مسٹر عمران فلیٹ میں ہیں" ممبر ون نے بڑے نرم لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں جناب۔ مسٹر عمران تو کب کے فوت ہو چکے ہیں۔ اب تو منکر نکیران سے حساب کتاب بھی لے چکے ہوں گے۔ اور میرا خیال ہے کہ انہیں لازمی جہنم میں بھیج دیا گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ بیچارے کافی سے زیادہ حد تک شریف واقع ہوئے تھے"

سلیمان نہ جانے کس موڈ میں تھا کہ اس نے پوری تقریر جھاڑ دی۔

"شٹ اپ"

نمبر ون کو غصہ آگیا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نالی سلیمان کے سینے پر رکھ دی۔

"اندر چلو" اس کے لہجے میں بھیڑیے جیسی غراہٹ تھی۔

سلیمان کا رنگ زرد پڑ گیا اور پھر اس نے خاموشی سے راستہ چھوڑ دیا۔ نمبر ون اندر آگیا۔

"اب بتلاؤ عمران کہاں ہے ورنہ گولی مار دوں گا"

نمبر ون نے پیر سے دروازہ بند کرتے ہوئے بڑے کرخت لہجے میں سلیمان سے سوال کیا۔

"بتلا تو چکا ہوں صاحب ——— کہ وہ فوت ہو چکے ہیں" سلیمان نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

"اچھا تو پھر تم بھی ان کے پیچھے جاؤ"

نمبر ون کے لہجے میں بے پناہ تلخی ابھر آئی۔ اس نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھا دیا۔ اب تو سلیمان کے چھکے ہی چھوٹ گئے۔

فلیٹ میں وہ اس وقت اکیلا ہی تھا۔ عمران کافی دنوں سے غائب تھا اور ادھر نمبر ون کے لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ گولی مارنے میں قطعی دریغ نہیں کرے گا۔

"بھ بھ۔۔۔ بھائی صاحب ۔۔۔۔ میں تو بالکل بے قصور ہوں۔ خدا کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں"

سلیمان کی آواز بھیک مانگ رہی تھی۔

"آخری دفعہ پوچھتا ہوں کہ سچ سچ بتلا دو کہ عمران کہاں ہے" نمبر ون سانپ کی طرح پھنکارا۔

"مجھے معلوم نہیں وہ کافی دنوں سے غائب ہیں ۔۔۔۔" سلیمان نے اب اصل بات بتلا دی۔

"ہونہہ تم اب بھی جھوٹ بول رہے ہو" ۔۔۔ نمبر ون کو سلیمان کی بات پر یقین نہیں آرہا تھا۔

"خدا کی قسم میں سچ بول رہا ہوں" سلیمان اسے ہر ممکن طریقے سے یقین دلانا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ منہ دوسری طرف کرو" نمبر ون نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور سلیمان بڑی فرمانبرداری سے گھوم گیا۔

اور پھر اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ نمبر ون نے بڑی پھرتی سے ریوالور کا دستہ اس کے سر پر رسید کیا تھا۔ وار شاید کافی قوت سے پڑا تھا کیونکہ دوسرے لمحے سلیمان کٹے ہوئے شہتیر کی مانند فرش پر گرا۔

نمبرون نے دروازہ بند کر کے اندر سے چٹخنی چڑھائی اور پھر اس نے انتہائی تیزی سے فلیٹ کی تلاشی لینی چاہی۔

مگر عمران کے فلیٹ میں کیا تھا جو اسے ملتا؟

ایکسٹو والا ٹیلی فون مخصوص کمرے میں ایک خفیہ الماری کے اندر اس طرح فٹ کیا گیا تھا کہ جب تک اس میکنزم کا کسی کو پتہ نہ ہو وہ اس ٹیلیفون کو ڈھونڈ ہی نہیں سکتا تھا۔ ادھر نمبرون کو اس کمرے میں ٹیلیفون کی موجودگی کا علم ہی نہیں تھا۔ اس لئے اس نے زیادہ دھیان نہیں دیا۔

جب تلاشی میں کوئی کام کی چیز اسے نہیں ملی تو وہ قدرے مایوس سا ہو گیا۔ نہ جانے وہ کس چیز کی تلاش میں یہاں تک آیا تھا۔ آخر اس نے دروازے کی چٹخنی کھولی اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

آہستہ آہستہ سیڑھیاں اُترتا ہوا وہ سڑک پر پہنچا اور پھر اس کا رخ اپنی کار کی طرف ہو گیا۔

کرنل اے اپنی خواب گاہ میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔

رات کے دو بجے کا عمل تھا۔ ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ کرنل اے کی کوٹھی میں بھی اس وقت سکوت طاری تھا۔

کوٹھی میں موجود تمام ملازم اپنے اپنے کوارٹروں میں سوئے ہوئے تھے البتہ کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں خوفناک قسم کے کتے آزاد پھر رہے تھے اور کوٹھی کے گیٹ کے پاس کوٹھڑی میں چوکیدار ہاتھ میں رائفل لئے نیند کے جھونکے لے رہا تھا۔

کرنل اے دراصل موجودہ حالات کے متعلق سوچ رہا تھا۔ ایک عجیب سا چکر چل گیا تھا۔ کسی بھی لمحے مجرم خفیہ منصوبے کی تفصیلات سے آگاہ ہو سکتے تھے اور کوئی ایسا کلیو ہاتھ نہیں آ رہا تھا جس پر چل کر وہ مجرموں پر ہاتھ ڈال سکے۔ اب تک ایسا ہی ہوا تھا جس پر بھی شبہ ہوتا ہے۔ وہ یا تو ختم کر دیا جاتا تھا یا ختم ہو جاتا تھا۔ مجرم ابھی تک پردے میں تھے۔

کمانڈر انچیف کی آنکھ ضائع ہونے پر وہ بے حد تشویش میں مبتلا تھا
اور اسی سوچ بچار نے اسے بے چینی سے ہنسنے پر مجبور کر دیا تھا۔ مجرم
کسی وقت بھی اپنا وار کر سکتے تھے۔

کوٹھی سے تھوڑی دور ایک درخت کے نیچے ایک سیاہ پوش تاریکی
کا ہی حصہ بنا ہوا موجود تھا اس کی نظریں کوٹھی پر ٹکی ہوئی تھیں۔ پھر وہ
آہستہ آہستہ چلتا ہوا کوٹھی کی پشت پر آگیا۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر وہ بڑی آہستگی اور احتیاط سے کوٹھی
کی پشتی دیوار پر ہاتھوں کے بل چڑھ گیا۔

اس کے اوپر ہوتے ہی کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں گھومنے والے کتوں نے
زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا۔ اس سیاہ پوش نے بازو کے ساتھ
لٹکے ہوئے تھیلے سے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے نکال کر کمپاؤنڈ
میں پھینکنے شروع کر دیئے۔

پھر جلد ہی کتوں کا بھونکنا ہلکی ہلکی خراہٹوں میں تبدیل ہو گیا۔ کتے
گوشت پر ٹوٹ پڑے تھے۔

چند لمحوں بعد کمپاؤنڈ میں خاموشی چھا گئی۔

وہ سیاہ پوش تیزی سے نیچے اُترا اور پھر تقریباً زمین پر رینگتا ہُوا
کوٹھی کی اصل عمارت کی طرف چل دیا۔

جلد ہی وہ عمارت کی پشت پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے ایک کھڑکی کو
ہلکا سا دبا کر دیکھا مگر کھڑکی بند تھی۔

اس نے جیب سے ٹیپ اور ہیرے کے پوائنٹ والا قلم نکالا۔ ٹیپ
ایک جگہ لگا کر اس قلم سے شیشے کو چوکور کاٹنے لگا۔ پھر انگوٹھے کی مدد

سی ٹھوکر سے شیشے کا وہ ٹکڑا اکٹ کر علیحدہ ہو گیا۔ لیکن ٹیپ کی وجہ سے وہ نیچے نہیں گرا۔ بلکہ ٹیپ کے ساتھ لٹکا رہا۔
سیاہ پوش نے وہ ٹکڑا ٹیپ سے چھڑا کر زمین پر ایک طرف آہستگی سے رکھ دیا۔
اب اس نے اس خلا میں ہاتھ ڈال کر چٹخنی گرا دی۔ اب کھڑکی آرام سے کھل گئی۔ سیاہ پوش ایک لمحے تک آہٹ لیتا رہا۔ پھر وہ کھڑکی سے ہوتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔
جیب سے پنسل ٹارچ نکال کر اس نے ادھر اُدھر دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ اس نے ایک کونے میں موجود دروازے کا ہینڈل پکڑ کر آہستہ سے کھینچا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔
اب وہ ایک خاصے وسیع کمرے میں تھا۔
پیروں میں کریپ سول جوتوں کی وجہ سے اس کے قدموں کی ہلکی سی چاپ بھی پیدا نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اسی طرح مختلف کمروں سے ہوتا ہُوا ایک کمرے کے دروازے پر رُک گیا۔
اس کمرے کی دہلیز سے تیز روشنی کی کرن باہر نکل رہی تھی۔ اس نے کی ہول سے آنکھ لگا دی اور پھر یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار اُبھر آئے کہ کرنل لے کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک آرام کرسی پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔
سیاہ پوش نے کھڑے ہو کر تیزی سے جیب سے شیشے کا ایک پمپ نما آلہ نکالا اور پھر اس کی نال کی ہول پر رکھ کر آلے کے پیچھے لگے ہوئے

ربڑ کے پمپ کو آہستہ آہستہ دبانے لگا۔ کافی دیر تک وہ یہ عمل کرتا رہا
پھر اس نے پمپ علیحدہ کر لیا۔ اب اس نے تھیلے سے گیس ماسک نکال
کر چہرے پر چڑھایا اور پھر دروازے کے لاک میں ایک پتلی سی تار ڈال
دی۔ دو تین دفعہ تار گھمانے سے لاک ایک ہلکی سی کلک کی آواز پیدا
کرتا ہوا کھل گیا۔

اس نے دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔

کرنل اے اسی طرح کرسی پر بیٹھا تھا۔ البتہ اب اس کی گردن پیچھے کی
طرف لٹکی ہوئی تھی وہ تیز گیس کی وجہ سے بے ہوش تھا۔

نقاب پوش نے مڑ کر دروازہ بند کیا۔ اس نے بیہوش کرنل اے کو
اٹھا کر بستر پر لٹا دیا۔ دوسرے لمحے اس نے جیب سے ایک بڑا سا
ڈبہ نکال کر بیڈ پر رکھا۔ ایک لمحے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر جھک کر
بے ہوش کرنل اے کی دائیں آنکھ کھول کر بغور دیکھنے لگا۔ پھر اس نے
ڈبے سے ایک چھوٹی سی سپیریز مشین نکالی اور کرنل اے کی دائیں آنکھ
کو سپیر مشین کے پوائنٹ ـــــ کے سامنے رکھ کر اس نے بٹن دبا دیا۔
ایک انتہائی تیز مگر باریک سی شعاع مشین کے پوائنٹ سے نکلی۔ وہ
چند لمحے بڑی احتیاط سے آنکھ کی پتلی کے اردگرد شعاع دکھاتا رہا۔ پھر
اس نے ایک باریک سی چمٹی اٹھا کر ـــــ کرنل کی آنکھ کی پتلی اٹھالی۔

اس نے پتلی ڈبے میں ڈالی اور ڈبے میں موجود ایک چھوٹے سے
شیشے کے بکس میں ایک محلول میں تیرتی ہوئی آنکھ کی پتلی چمٹی سے اٹھا
کر بڑی احتیاط سے آنکھ سے نکالی ہوئی پتلی کی جگہ پر جمائی اور پھر مشین
سے دوبارہ اس کے اردگرد شعاع ڈالنے لگا۔

چند لمحوں تک اس نے یہ عمل دُہرایا۔ پھر مشین بند کر کے اس نے ڈبے میں ڈال دی پھر اس نے ڈبّہ بند کیا اور اسے اپنے اوور کوٹ کی بڑی جیب میں منتقل کر دیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے بغور اس آپریشن شدہ آنکھ کا معائنہ کیا اور پھر اطمینان سے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر آیا۔ مختلف کمروں سے ہوتا اسی کھڑکی کے راستے سے باہر نکل آیا۔ پھر وہ تیزی سے زمین پر رینگتا ہوا دوبارہ کوٹھی کی پشتی دیوار کے قریب آ کر رک گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دیوار پر سے ہوتا ہُوا دوسری طرف کو دگیا۔

اب وہ آہستہ آہستہ کوٹھی سے دور ہوتا چلا گیا۔ کافی دور ایک درخت کے نیچے کار موجود تھی۔ وہ کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا اور پھر کار کا انجن جاگا اور دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

عمران ٹونی کے اڈے سے نکل کر دوبارہ دانش منزل پہنچا اس نے جنگیر والا میک اپ صاف کیا اور پھر کیپٹن شکیل کے کمرے میں گیا۔ کیپٹن شکیل اب پہلے سے کافی بہتر تھا وہاں سے ہوتا ہوا وہ دانش منزل سے باہر آیا اور پھر اس نے کار کا رخ اپنے فلیٹ کی طرف کر دیا۔

وہ پچھلے کئی روز سے فلیٹ میں نہیں گیا تھا اور پھر جس سکیم پر عمل کرنا چاہتا تھا اس کے لئے ضروری تھا کہ وہ فلیٹ میں موجود رہے۔

ابھی اس کی کار فلیٹ سے کافی دور تھی کہ دور اسے ایک آدمی اپنے فلیٹ کی سیڑھیاں اترتا ہوا نظر آیا۔

یہ کوئی غیر ملکی تھا۔

عمران نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر کار فلیٹ سے آگے بڑھاتا چلا گیا۔ اس نے حتی الامکان کوشش کی تھی کہ اجنبی اسے نہ دیکھ سکے۔

ادھر اجنبی شاید اپنے خیال میں تھا اس لئے اس نے طائرانہ سی نظر

بھی عمران پر نہ ڈالی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے کافی دور آگے جا کر اپنی کار روک دی اور ربیک مرر کو سیٹ کر کے اجنبی کو دیکھنے لگا۔ اجنبی فٹ پاتھ پر چلتا ہوا کافی دور کھڑی کار کے قریب جا کر رک گیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر کار ربیک ہو کر مڑنے لگی۔

عمران اب شش و پنج میں تھا۔ وہ نہ اس اجنبی کو جانتا تھا کہ نہ ہی اسے پتہ تھا کہ اجنبی اس کے فلیٹ میں کیا کرنے گیا تھا۔

کار اب مڑ کر آگے بڑھ رہی تھی۔

چند لمحوں کی کش مکش کے بعد آخر عمران نے اس کے تعاقب کا فیصلہ کر لیا۔ پھر اس نے کار ربیک کی اور اسے تیز رفتاری سے آگے بڑھا دیا۔ ٹریفک گو کافی تھی مگر عمران نے اجنبی کی کار کو نظر میں ہی رکھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کے قریب جانے میں کامیاب ہو گیا۔

اس نے کار کے نمبر ذہن نشین کر لیے۔

کار مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی الفلاح کالونی میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔

عمران اسی رفتار سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ کوٹھی کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے کوٹھی کا نمبر دیکھا۔

کوٹھی کا بیرونی پھاٹک اب بند ہو چکا تھا۔ عمران کار آگے بڑھاتا چلا گیا۔ آگے ایک چوک کراس کر کے اس نے کار کو دوبارہ مین روڈ پر ڈال دیا۔ تھوڑی دور ایک پبلک بوتھ اسے نظر آ گیا۔ اس نے کار پبلک بوتھ کے قریب روکی اور پھر اتر کر بوتھ میں داخل ہو گیا۔ ہک سے ریسیور اٹھا

کر اس نے دو سکے ڈالے اور نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔
جلد ہی رابطہ مل گیا۔
"جولیا اسپیکنگ"۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔
"ایکسٹو"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔
"یس سر"۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"جولیا"۔ نعمانی کو ٹیلی فون کر کے الفلاح کالونی کی کوٹھی ۲۵۶ اے کی
نگرانی کی ہدایت کر دو۔ اسے بجد چوکس ہو کر نگرانی کرنی ہوگی اور اگر کوئی خاص
رپورٹ ہو تو مجھے فوراً اطلاع دینا"۔ عمران نے جولیا کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔
"بہتر سر۔ میں ابھی سے ہدایت کر دیتی ہوں"۔ جولیا نے جواب دیا اور
عمران نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ بوتھ سے باہر آیا —— اور پھر اس کی کار
آگے بڑھ گئی۔ جلد ہی وہ اپنے فلیٹ پر پہنچ چکا تھا۔
فلیٹ کا دروازہ اسے کھلا ہوا ملا اور جب وہ اندر داخل ہوا تو اس
کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
تمام کمرہ الٹ پلٹ ہو چکا تھا اور سلیمان بیہوش تھا۔ پہلے اس نے
سلیمان کو ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ جلد ہی سلیمان ہوش
میں آگیا۔
"اے سلیمان یہ کیا حرکت ہے تجھے کس چیز کی تلاش تھی"
عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی اس پر آنکھیں نکالیں۔
"اوہ جناب میرا سر"
سلیمان نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے سر کو دونوں
ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

"کیا ہوا تیرے سر کو" عمران نے یوں پچکار کر پوچھا جیسے کسی بچے کو جو کھیلتے کھیلتے نیچے گر گیا ہو۔ دلاسہ دیا جاتا ہے۔

"میرے سر پر ایک اور سر پیدا ہو گیا" سلیمان نے سر پر موجود گومڑ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے۔

"چلو اچھا ہوا۔ دو سر والا ہو گیا۔ جب دو سر ہیں تو دماغ بھی ڈبل ہوں گے۔ ایک دماغ سے کھانے پینے کی ترکیبیں سوچنا اور دوسرے سے شعر و شاعری کر کے ملک و قوم کی خدمت کرنا" عمران نے اسے دونوں دماغوں کا طریقہ استعمال بھی بتلا دیا۔

"آپ شعر و شاعری کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے کھانے پکانے کی ترکیبیں ہی یاد نہیں رہیں سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابے ایک ہی وار پر چیں بول گیا۔ ادھر ہم لوگوں کی ہمت کی داد دے کہ دن رات ہمارے سروں پر ریوالور کے دستے برستے رہتے ہیں اور ہم اُف تک نہیں کرتے"

عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔

"آپ کی کیا بات ہے جناب آپ کے سر پر توپ کا گولہ بھی لگ تو وہ بھی آپ کے سر کا کیا بگاڑے گا خود ہی چپٹا ہو کر رہ جائے گا" سلیمان نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا چھوڑ اس چکر کو یہ بتلا کہ یہ تلاشی کس نے لی تھی۔ عمران اب سنجیدہ ہو گیا اور پھر سلیمان نے تمام بات بتلا دی۔

"ہونہہ تو یہ بات ہے"

عمران نے ہنکارا بھرا اور پھر کمرے کو بغور دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا

تھا کہ وہ اجنبی کون تھا اور تلاشی لینے سے اس کا مقصد تھا۔ وہ کس چیز کی تلاش میں آیا تھا۔

جب کافی دیر تک اس موضوع پر مغز ماری کرنے کے باوجود اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو وہ اٹھا اور پھر اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھانا ہی چاہا تھا کہ گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔

عمران نے تیزی سے ریسیور اٹھا لیا۔

"صفدر بول رہا ہوں"

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے مسٹر دفتر کیوں بول رہے ہو کیا زبان پر کھجلی ہو رہی ہے"

عمران نے مسکراتے ہوتے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کے فلیٹ پر حملہ ہونے والا ہے۔ چار مقامی بدمعاش آپ کو پکڑنے آ رہے ہیں۔ میں نے ایکسٹو کو ٹیلی فون کیا تھا انہوں نے آپ کو مطلع کرنے کے لئے کہا تھا۔ صفدر نے جواب دیا۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو" عمران نے جان بوجھ کر سوال کیا۔

"میں ایک مقامی بدمعاش کے اڈے پر سے بول رہا ہوں۔ اسے حکم ملا ہے آپکو پکڑ کر ایک مخصوص جگہ بھیجنے کا" صفدر نے گول مول سا جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں گرفتاری کے لئے تیار ہوں" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

اب وہ اجنبی کا فلیٹ میں آنے کا مقصد سمجھ چکا تھا۔ دراصل تلاشی کا صرف بہانہ ہی تھا۔ وہاں کوئی ایسا آلہ فٹ کیا گیا تھا۔ جس سے

عمران کی موجودگی کا ان کو پتہ چل جاتا پھر عمران نے متجسس نظروں سے
چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ جلد ہی وہ ایک صوفے کے نیچے جھکا
ہوا وسیع حیطہ عمل کا واٹر لیس ریسیور ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔
اس نے ریسیور کے ساتھ لگی ہوئی ایک چھوٹی سی تار کو کھینچ کر توڑ ڈالا۔
اب وہ آلہ ناکارہ ہو گیا تھا۔
اسی لمحے اچانک دروازہ کھلا اور پھر چار مقامی بدمعاش ریوالور
تانے اندر داخل ہو گئے۔
"خبردار اگر کسی نے حرکت کی۔"
ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور عمران نے خاموشی سے ہاتھ اٹھا لیے
"میں تو بڑا غریب آدمی ہوں دوستو۔ میں تو قرض لے کر گزارہ
کر رہا ہوں۔"
عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔
بکو مت۔ دوسری طرف منہ کرو۔
ایک بدمعاش نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور عمران نے بڑی معصومیت
سے منہ دوسری طرف کر لیا۔
دوسرے لمحے اس کی توقع کے مطابق اس کے سر پر ریوالور کا دستہ
مارا گیا مگر عمران بڑے آرام سے ایک طرف کھسک گیا اور ریوالور کا
دستہ اس کے سر کی بجائے دیوار سے جا لگا اور پھر عمران برق رفتاری
سے مڑا اور دوسرے لمحے کمرے میں ایک زوردار جنگ چھڑ گئی۔
عمران چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ جوڈو اور کراٹے کی نپے تلے واروں نے
دو بدمعاشوں کو فرش چاٹنے پر مجبور کر دیا۔ مگر ایک کا مکہ اس کے جبڑے

پر پڑا اور عمران نے بے ہوش ہو جانے میں عافیت سمجھی۔ گو وہ مکہ ایسا تھا جیسے مکہ مارنے والے نے تکلف برتا ہو۔ مگر عمران بے ہوش ہو گیا ——
"بڑی جلدی ڈھیر ہو گیا" مکہ مارنے والے نے تعجب سے کہا۔
"جوان تو ہے مگر اس میں جان نہیں ہے" دوسرے نے جواب دیا۔
عمران نے سلیمان کو ہر بات سمجھا دی تھی۔ اس لئے اس نے مداخلت نہیں کی تھی وہ باورچی خانے کا دروازہ بند کئے بیٹھا رہا۔
عمران کو بے ہوش کر کے بدمعاشوں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ پھر جلد ہی وہ دونوں ہوش میں آ گئے اور پھر چاروں نے عمران کو یوں اٹھا لیا جیسے کسی زخمی کو لے جا رہے ہوں۔ فلیٹ کے نیچے موجود کار میں عمران کو لٹا کر وہ اطمینان سے بیٹھ گئے اور کار آگے بڑھ گئی۔
اپنے مقصد میں کامیابی نے انہیں اتنا خوش کر دیا تھا کہ انہوں نے اپنے تعاقب کا بھی خیال نہ رکھا۔
ایک موٹر سائیکل کافی فاصلے سے ان کا تعاقب کر رہی تھی۔
موٹر سائیکل پر چوہان تھا۔
ایکسٹو نے صفدر کا ٹیلی فون ملتے ہی چوہان کو عمران کے فلیٹ کی نگرانی کا حکم دے دیا۔
بدمعاشوں کی کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ایک سنسان سی سڑک پر پہلے سے موجود ایک کالے رنگ کی کار کے پاس جا کر رک گئی۔
کالے رنگ کی کار میں سے دو آدمی باہر نکلے اور انہوں نے بے ہوش عمران کو دوسری کار سے اٹھا کر اپنی کار میں ڈالا اور پھر کار آگے بڑھا

بڑھا دی ۔ بدمعاشوں کی کار اگلے چوک سے دوسرے راستے پر مڑ گئی ۔

چوہان اب کالے رنگ کی کار کے تعاقب میں چل دیا ۔ مختلف سڑکوں پر سے ہوتی ہوئی کار الفلاح کالونی کی کوٹھی نمبر ۲۵۶ اے کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی ۔ چوہان کوٹھی کا نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔

کافی دور آگے جا کر اس نے موٹر سائیکل ایک اور سڑک پر ڈال دی اور ایکسٹو کو رپورٹ دینے کے لئے فون بوتھ کی تلاش کرنے لگا ۔



عمران کو کار سے نکال کر کوٹھی کے اندر لے جایا گیا اور پھر ایک کمرے میں لے کر اسے فرش پر لٹا دیا گیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ۔"

ایک کرخت آواز گونجی اور پھر ایک آدمی نے عمران کے چہرے پر پانی ڈالا۔

عمران جو دراصل سرے سے بے ہوش ہی نہیں تھا۔ اس نے جلدی سے اپنا یہ ناٹک ختم کرنے کی سوچی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھول کر وہ چند لمحے اِدھر اُدھر خالی نظروں سے دیکھتا رہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اور پھر اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر چمک اٹھیں کہ وہی اجنبی جس کا تعاقب اس نے فلیٹ پر سے کیا تھا سامنے موجود تھا۔ کمرے میں دو اور آدمی ہاتھوں میں بریٹ گنیں لیے کھڑے تھے۔

"مسٹر عمران آپ میرے سوالوں کا جواب دیں گے" اسی اجنبی نے تلخ لہجے میں عمران سے خطاب کیا۔

"معاف کیجئے مجھے فی الحال نوکری کی تلاش نہیں ہے" عمران نے یوں جواب دیا۔

جیسے اجنبی اسے نوکری دینے کے لئے انٹرویو کے لئے کہہ رہا ہو۔

"شٹ اپ اگر زیادہ بکواس کی تو گولی مار دی جائے گی" اجنبی کو غصہ آگیا۔

"اچھا آپ ناراض ہو رہے ہیں تو پوچھئے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں" عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا جیسے گولی مارنے کے تذکرے پر اس کی جان نکل گئی ہو۔

"ہوں پہلے یہ بتلاؤ کہ کمانڈر انچیف کی آنکھ پر تمہیں شک کیوں ہوا؟"

اجنبی نے پہلا سوال کیا۔

"کمانڈر انچیف کی آنکھ پر" عمران نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں" اجنبی نے پوچھا۔

"بھلا میرا کمانڈر انچیف سے کیا تعلق اور پھر کمانڈر انچیف کی آنکھ میری سمجھ سے تو تمہارا یہ سوال بالاتر ہے" عمران نے جواب دیا۔

ہونہہ تو اس کا مطلب ہے تم صحیح جواب دینے پر رضامند نہیں ہو

"ارے آخر مجھے بھی تو پتہ چلے کہ تم کیا پوچھ رہے ہو۔ میں ایک غریب سا آدمی میرا بھلا کمانڈر انچیف سے کیا مطلب۔

"بکو مت۔ ہم سب کچھ جانتے ہیں" اجنبی نے غصے سے چلاتے

ہوئے کہا۔

"اچھا جب سب کچھ جانتے ہو تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔"
عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"اسے روم نمبر تھری میں لے جاؤ۔" اجنبی نے دونوں آدمیوں کو جو گنیں تھامے کھڑے تھے حکم دیا۔

"چلو اٹھو۔" ان میں سے ایک نے برین گن کی نال عمران کے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

اور عمران خاموش ہو کر اٹھ کھڑا ہوا پھر وہ اسے لے کر کمرے سے باہر نکل آئے۔ دو تین کمروں سے گزرنے کے بعد انہوں نے عمران کو ایک کمرے میں دھکیل کر باہر سے دروازہ بند کر دیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی عمران مڑا اور پھر کمرے میں موجود ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کا جو مقصد تھا حل ہو چکا تھا اس وقت وہ مجرموں کے اڈے تک پہنچ گیا تھا اس نے جو اسکیم بنائی تھی وہ بھی یہی تھی کہ جگیر کی آواز میں وہ ٹوبی کو مطلع کر دیتا کہ عمران اس وقت فلیٹ میں ہے لیکن اسے اتنی تکلیف بھی نہ کرنی پڑی اور اس اجنبی نے فلیٹ میں وائرلیس ڈکٹا فون فٹ کر کے عمران کی وہاں موجودگی کا پتہ چلا لیا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں اس وقت وہ مجرموں کے اڈے میں پہنچ گیا تھا۔ یہ کامیابی نمبر ایک تھی۔ دوسری کامیابی اس وقت ہوتی جب وہ مجرموں کے طریقۂ کار کا پتہ چلا لیتا۔

ابھی وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور دو آدمی برین گن سنبھالے اندر داخل ہوئے۔

چلو تمہیں باس نے بلایا ہے۔

ان میں سے ایک نے کہا اور عمران چپ چاپ اُٹھ کھڑا۔

وہ اسے لیے ہوئے مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے آتے۔ جہاں وہ اجنبی اور ایک اور آدمی موجود تھا کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی آپریشن ٹیبل پڑی ہوئی تھی۔

اسے میز پر لٹا کر تسموں سے کس دو۔ باس نے آنے والوں کو حکم دیا

"مم۔ مگر تم کیا چاہتے ہو"۔ عمران نے چہرے پر خوف کے شدید آثار ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

مگر دونوں آدمیوں نے اسے برین گن کی دھمکی دے کر میز پر لیٹنے کے لیے مجبور کر دیا۔ چند ہی لمحوں بعد اسے تسموں سے اچھی طرح کس دیا۔ اب عمران بے بس ہو چکا تھا۔ ویسے سوچ رہا تھا کہ مجرم کیا کرنا چاہتے ہیں

"اسے بے ہوش کر دو"۔

باس نے پاس کھڑے ہوتے آدمی کو حکم دیا۔

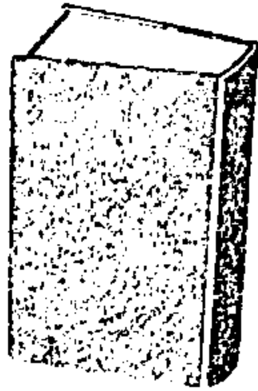
حکم ملتے ہی وہ آگے بڑھا اور اس نے ایک الماری کھول کر ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اسے لا کر عمران کی ناک کے ساتھ لگا دیا۔ عمران نے سانس بند کر لی۔

اسے اس آدمی نے بھی محسوس کر لیا اور دوسرے لمحے اس نے عمران کے پیٹ پر ایک زوردار مکہ مارا۔ عمران نے بے اختیار سانس لی اور یہی اس آدمی کا مقصد تھا۔

عمران کے سانس لیتے ہی شیشی میں موجود دوا اس کے دماغ پر چڑھ گئی۔ اور چند ہی لمحوں بعد عمران بے ہوش ہو چکا تھا۔

"اب اس کی آنکھ میں بلیو آئی فٹ کر دو"۔ باس نے عمران کو بیہوش دیکھ کر کہا۔

"بہتر جناب"! اس آدمی نے کہا اور پھر وہ الماری سے آپریشن کٹ نکالنے لگا۔



بلیک زیرو کو نعمانی اور اور چوہان دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ دی۔ رپورٹ ملتے ہی بلیک زیرو نے صفدر کو ٹیلی فون کیا جو مارٹن کے روپ میں ٹونی کے اڈے پر موجود تھا۔

" مارٹن سپیکنگ "۔

دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید اڈے کے کاؤنٹر ٹیلی فون سے بات کر رہا تھا۔

"ایکسٹو"۔ بلیک زیرو نے آہستہ سی آواز میں کہا، تاکہ صفدر کے ساتھ موجود آدمی یہ لفظ نہ سن سکے۔

"فرمایئے"! صفدر کی آواز سنائی دی۔

"پبلک بوتھ سے مجھے رنگ کرو فوراً"۔ بلیک زیرو نے اسے حکم دیا اور رسیور رکھ دیا۔

چند ہی لمحوں بعد گھنٹی دوبارہ بجنے لگی۔
"صفدر سپیکنگ سر"۔ دوسری طرف سے صفدر اپنی اصل آواز میں بولا۔
"صفدر تم فوراً الفلاح کالونی کی کوٹھی نمبر ۲۵۶ اے پر پہنچو۔ نعمانی وہاں پہلے سے موجود ہے۔ میں کیپٹن شکیل کو بھی بھیج رہا ہوں۔ عمران کو اغواء کر کے اس کوٹھی میں لے جایا گیا ہے۔ ٹرانسمیٹر وارچ پر عمران اگر تمہیں کوئی ہدایت دے تو اس پر عمل کرنا"۔ ایکسٹو نے کہا۔
"ٹھیک ہے جناب"۔ صفدر نے جواب دیا۔
"او کے"۔ ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے رسیور رکھا اور پھر فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔
وہ ابھی تک مارٹن کے میک اپ میں تھا۔ اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور اسے الفلاح کالونی چلنے کے لئے کہا۔
ٹیکسی چل پڑی۔ جلد ہی صفدر الفلاح کالونی پہنچ گیا۔
"کہاں جانا ہے؟" ڈرائیور نے صفدر سے سوال کیا۔
"یہیں چوک پر اتار دو"۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر نزدیکی چوک پر ٹیکسی رک گئی۔
صفدر نیچے اترا۔ اس نے کرایہ ادا کیا اور پھر اس وقت تک وہیں ٹھہرا رہا۔ جب تک ٹیکسی مڑ کر کافی دور نہ چلی گئی۔
کوٹھیوں کے نمبروں پر نظر ڈالتے ہوئے وہ جلد ہی کوٹھی نمبر ۲۵۶ اے کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اسے کیپٹن شکیل اور نعمانی بھی نظر آ گئے۔ صفدر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ ٹھیک ہو گئے"

صفدر کے قریب جا کر کیپٹن شکیل نے کہا اور کیپٹن شکیل جواباً صفدر کی طرف دیکھنے لگا۔ صفدر اس وقت مارٹن کے میک اپ میں تھا۔ اس لئے وہ پہچان نہیں سکا تھا۔

"تم کون ہو" کیپٹن شکیل نے قدرے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"تم پہچانے نہیں۔ میں صفدر ہوں" صفدر نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ اصل آواز میں بولا تھا۔

"اوہ صفدر تم۔ بھئی کمال کا میک اپ کیا ہے۔ پورے غنڈے معلوم ہو رہے ہو" کیپٹن شکیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ہاں آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا" صفدر نے پوچھا۔

"ٹھیک ہی ہوں تبھی تو ایکسٹو نے ڈیوٹی لگائی ہے" کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام" صفدر نے پوچھا۔

"پروگرام کیا مجھے تو ایکسٹو نے یہاں پہنچنے کا حکم دیا اور کہا کہ صفدر تمہیں پوزیشن بتلا دے گا" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"عمران کو اس کوٹھی میں لے جایا گیا ہے۔ میرے خیال میں مجھے کوٹھی کے اندر داخل ہو کر حالات دیکھنے چاہئیں۔ کہیں عمران صاحب کسی مصیبت میں نہ پھنس گئے ہوں"

صفدر نے تجویز پیش کی۔

"جیسے تم کہو ہم تو حکم کے بندے ہیں" نعمانی نے جواب دیا۔

یہ لوگ کوٹھی سے کافی دور ایک درخت کے نیچے یوں کھڑے تھے۔

جیسے راہ جاتے دوست آپس میں اتفاقاً ٹکرا گئے ہوں اور اب کھڑے پرانی یادوں کو دہرا رہے ہوں۔

"تو ٹھیک ہے میں اندر جاتا ہوں۔ آپ لوگ باہر ٹھہرئیے۔ اگر حالات زیادہ خراب ہوئے تو میں ٹرانسمیٹر واچ کال کے ذریعے آپ کو اطلاع کر دوں گا۔ صفدر نے کہا اور پھر وہ تینوں علیحدہ ہو گئے۔

صفدر ایک اور کوٹھی کی طرف چل دیا۔ وہ اس کوٹھی کی بائیں سائیڈ سے ہوتا ہوا پشت پر آگیا اور پھر مختلف کوٹھیوں کی پشت پر سے ہوتا ہوا وہ اصل کوٹھی کی پشت پر آگیا۔

اس نے اس کوٹھی کی پشتی دیوار کے قریب آکر قدرے دم لیا۔ پہلے تو ادھر اُدھر محتاط نظروں سے دیکھا کہ کوئی آدمی اسے چیک تو نہیں کر رہا پھر اطمینان ہوتے ہی وہ ایک ہی جمپ میں دیوار کے اوپر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور صفدر اندر کود گیا۔ کوٹھی میں سکوت طاری تھا چند لمحوں تک صفدر زمین پر پڑا دھماکے کے ردِ عمل کا جائزہ لیتا رہا پھر آہستہ آہستہ اصل عمارت کی طرف رینگنے لگا۔ جلد ہی وہ برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔

برآمدہ خالی ہی تھا۔ صفدر اٹھا اور پھر آہستہ سے برآمدے کے ایک ستون کی آڑ میں چلا گیا۔ برآمدے میں دو کمروں کے دروازے تھے۔ ایک دروازہ کھلا تھا۔ صفدر کچھ دیر سن گن لیتا رہا۔ پھر آہستہ سے دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔ ریوالور اس کے ہاتھوں میں تھا۔ جس کمرے میں داخل ہوا تھا وہ خالی تھا۔

ابھی صفدر کمرے کا احتیاط سے جائزہ ہی لے رہا تھا کہ اچانک ایک

کھٹکا ہوا اور پھر سامنے کی دیوار اپنی جگہ سے ہٹنے لگی۔ صفدر جھپٹ کر دیوار کے پاس کھڑی ہوئی ایک الماری کے پیچھے چھپ گیا۔

دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور اس میں سے ایک نوجوان آدمی باہر نکلا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھا پھر کونے میں موجود ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد صفدر بھی اس دروازے کے قریب آیا۔ پھر کوئی آہٹ نہ پا کر وہ بھی اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کمرے کے کونے میں اسے نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں۔

صفدر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان سیڑھیوں کے قریب پہنچا۔ ایک لمحے کے لئے وہ نیچے جاتی ہوئی سیڑھیوں کا معائنہ کرتا رہا جیسے نیچے اترنے کے متعلق فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ پھر اس نے یوں سر جھٹکا جیسے وہ کسی فیصلے تک پہنچ گیا ہو اور پھر وہ قدم بڑھا کر سیڑھیاں اترنے لگا۔

سیڑھیاں ایک راہداری میں ختم ہوئیں۔ وہ اس راہداری میں پہنچ گیا راہداری کے سرے پر ہی ایک دروازہ تھا جس کی دہلیز سے روشنی کی شعاعیں باہر نکل رہی تھیں۔ صفدر آگے بڑھا اور اس نے کی ہول سے آنکھیں لگا دیں۔

اندر کا منظر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

سامنے ایک آپریشن ٹیبل پر اسے عمران بندھا ہوا نظر آیا۔ اس کے پاس ہی دو آدمی موجود تھے اور وہ نوجوان جس کے پیچھے وہ یہاں تک آیا تھا وہ بھی وہیں موجود تھا اس نے کی ہول سے آنکھ ہٹا کر کان لگا دیا۔ اس کے کان میں چند ہی الفاظ پڑے۔

کرنل اے۔ بلیو آئی اور سنٹر کا تذکرہ ہو رہا تھا۔

پھر جب اس نے کی ہول سے آنکھ لگائی تو اس نے اسی لمحے نوجوان کو دروازے کی طرف مڑتے دیکھا۔ وہ جھپٹ کر دروازے کی دوسری دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔

راہداری چونکہ نیم تاریک تھی اس لئے صفدر کا خیال تھا کہ نوجوان اسے نہ دیکھ پائے گا اور وہی ہُوا۔

دروازہ کھلا اور پھر وہ نوجوان باہر نکل کر سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ اس نے دروازے کے دوسری طرف نظر ڈالنی گوارہ نہیں کی۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تو صفدر دوبارہ دروازے کی طرف بڑھا اس نے کی ہول سے آنکھ لگائی تو وہ چونک پڑا۔

ایک آدمی عمران کی آنکھ پر جھکا ہوا تھا اس نے ہاتھ میں ایک عجیب سی مشین پکڑی ہوئی تھی۔ صفدر اس سچویشن پر گھبرا گیا۔ اس نے سوچا کہ جلدی کچھ کرنا چاہیئے کہیں یہ لوگ عمران کے ساتھ کوئی حرکت نہ کر دیں۔ چنانچہ دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور پھر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔

وہ آدمی جو عمران پر جھکا ہوا تھا۔ چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"تم دونوں اپنے ہاتھ اٹھا لو ورنہ" صفدر نے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا دور کھڑے دوسرے آدمی نے اس پر فائر کر دیا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ وہ شاید ریوالور ہاتھ میں لئے کھڑا تھا میز کی آڑ ہونے کی وجہ سے صفدر کو وہ

ریوالور نظر نہیں آیا تھا۔

صفدر نے ریوالور ہاتھ نکالتے ہی اس آدمی پر چھلانگ لگا دی۔ جو عجیب قسم کی مشین ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ دوسرے آدمی نے دوسرا فائر کیا۔ مگر اب صفدر اس آدمی کی آڑ میں آ چکا تھا اور دوسرے لمحے گولی اس کے پیٹ میں گھستی چلی گئی۔

ایک زوردار چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ یہ چیخ اسی آدمی کی تھی جس کی آڑ میں صفدر نے پناہ لی تھی۔ صفدر نے جھٹکے سے اس زخمی آدمی کو ایک طرف کیا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے وہ میز جس پر عمران لیٹا ہوا تھا اُلٹا دی۔

میز عمران سمیت دوسرے آدمی پر گری اور وہ میز کے نیچے آ گیا۔ صفدر نے جھپٹ کر اپنا ریوالور اٹھا لیا۔

جھٹکا لگنے سے عمران بھی ہوش میں آ گیا تھا۔ مگر وہ میز پر بری طرح کسا ہوا تھا۔ صفدر آگے بڑھا اور پھر اس نے میز کے نیچے سے نکلنے والے آدمی کے سینے پر ریوالور کی نال لگا دی۔ جھٹکا لگنے سے اس آدمی کا ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔

"اسے کھولو۔"

صفدر نے اسے کرخت لہجے میں حکم دیا۔ مگر اس نے عمران کو کھولنے کی بجائے صفدر کے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے لمحے صفدر ایک جھٹکے سے اس آدمی کے سر پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا واقعی اس آدمی میں بھینسے جیسی طاقت تھی۔

صفدر دوسری طرف گرتے ہی جھٹکے سے اٹھا۔ مگر اس وقت وہ

آدمی چھلانگ لگا کر کمرے سے باہر جا چکا تھا۔ دوسرے لمحے دروازہ باہر سے بند ہو گیا۔ اب صفدر بھی عمران کے ساتھ ہی پھنس چکا تھا۔

"ارے مجھے تو کھولو۔"

عمران جو میز کے ساتھ ہی بندھا ہوا تھا چیخا اور صفدر نے زور لگا کر میز سیدھی کی اور پھر پھرتی سے تسمے کھولنے لگا۔

جلد ہی عمران آزاد ہو گیا۔

صفدر نے جب عمران کو بتلایا کہ یہ آدمی جو اس وقت تک ختم ہو چکا تھا مشین لے کر عمران کی آنکھ پر جھکا ہوا تھا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے فرش پر پڑی ہوئی وہ مشین اٹھالی۔ ایک لمحے تک اسے دیکھتا رہا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

پھر پاس پڑی ہوئی چھوٹی میز پر ڈبے کو دیکھنے لگا جس میں ایک شیشے کے جار میں ایک انسانی آنکھ کی پتلی تیر رہی تھی اس نے وہ ڈبہ بند کیا اور پھر اسے بھی اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔

"اور بھی کوئی ساتھی ہے۔" عمران نے صفدر سے پوچھا۔

"ہاں کوٹھی سے باہر کیپٹن شکیل اور نعمانی۔" صفدر نے جواب دیا۔

تمہارے ہاتھ میں ریوالور ہے اس دروازے کے آٹومیٹک لاک کو توڑ ڈالو۔

عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر چونک پڑا۔ اسے تو خیال ہی نہیں آیا اور پھر وہ ریوالور لے کر لاک کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے لاک کے کی ہول سے ایک زرد رنگ کی گیس اندر داخل ہونے لگی۔

"جلدی کرو صفدر۔ وہ لوگ ہمیں بے ہوش کرنا چاہتے ہیں۔" عمران

نے گیس دیکھتے ہی کہا۔اور صفدر نے پھرتی سے کی ہول پر گولی چلادی۔
ایک دھماکہ ہوا اور لاک کے پرزے اڑ گئے پھر باہر راہداری میں بھاگنے
کی آوازیں آئیں۔صفدر اور عمران دونوں جھپٹ کر راہداری میں آ گئے۔

"ادھر عمران صاحب ادھر سیڑھیاں ہیں"۔

صفدر نے چیخ کر کہا اور پھر وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف گئے اور
سیڑھیوں کے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ابھی ان کا سر باہر نہیں نکلا تھا
کہ ان پر فائرنگ ہونے لگی۔

عمران نے صفدر کے کان میں کہا اور صفدر نے چھت کے درمیان
میں لگے ہوئے بلب کو جو وہاں سے صاف نظر آرہا تھا فائر کر دیا۔کمرے
میں تاریکی چھا گئی۔

"باہر والوں کو کاشن دو جلدی"۔

عمران نے کہا۔اور صفدر نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن کھینچ دیا۔دوسرے
لمحے عمران نے چھلانگ لگائی اور کمرے کے فرش پر جا گرا۔مگر کچھ نہیں ہوا
شاید لائٹ ختم ہوتے ہی وہاں موجود لوگ کمرے سے باہر چلے گئے
تھے۔صفدر بھی کمرے میں آگیا۔اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکلتے ہوئے
باہر آگئے۔

باہر زور شور سے فائرنگ ہو رہی تھی۔

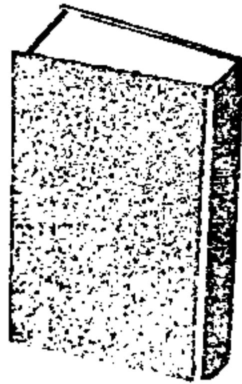
عمران سمجھ گیا کہ کیپٹن شکیل اور نعمانی نے ان لوگوں کو الجھا لیا ہے اور
یہی فائرنگ ہی تھی۔جس نے انہیں کمرہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ دونوں جب برآمدے میں پہنچے تو ایک بار پھر ایک سائیڈ سے
ان پر فائرنگ ہونے لگی۔مگر وہ دونوں رینگتے ہوئے پشتی دیوار کے

قریب پہنچ گئے اور پھر ایک چھلانگ میں وہ دونوں دیوار سے دوسری طرف کود چکے تھے۔

کمپاؤنڈ میں گھرے اندھیرے کی وجہ سے دشمن ان پر نظر نہ رکھ سکے تھے۔ باہر نکل کر عمران نے ٹرانسمیٹر واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچا۔

"کیپٹن شکیل اور نعمانی۔ ہم باہر آچکے ہیں۔ فائرنگ بند کر کے بھاگ نکلو" عمران نے کہا اور پھر جواب سنے بغیر رابطہ ختم کر دیا۔ پھر وہ مختلف کوٹھیوں کے پیچھے سے ہوتے ہوئے کافی دور مین روڈ پر آنکلے۔



"وہ لوگ نکل گئے باس"

ایک نوجوان نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور کمرے میں موجود نمبر ون گہری سوچ میں گم ہو گیا۔

"یہ بہت برا ہوا۔ تم لوگ فوراً یہ کوٹھی خالی کر دو اور پوائنٹ نمبر ٹو پر پہنچ جاؤ۔ تمام مشینیں بھی پیک کر کے لے جاؤ" نمبر ون نے کچھ سوچتے ہوئے انہیں حکم دیا۔

"بہتر سر"

نوجوان نے جواب دیا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی نمبر ون ایک الماری کی طرف بڑھا اور پھر اس نے الماری میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز پر رکھا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے بلب جلنے بجھنے لگے اور ڈائل پر موجود سوئی حرکت کرنے لگی۔

نمبر ون نے ڈائل ناب گھما کر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا۔ زوں زوں کی آوازیں آنے لگیں اور ایک سبز بلب جل اٹھا۔

"نمبر ون سپیکنگ۔ آپریشن بلیو آئی۔ اوور" نمبر ون نے سبز بلب جلتے ہی کہا۔

"پیس ہیڈ کوارٹر سپیکنگ۔ اوور" دوسری طرف سے ایک کرخت آواز کمرے میں گونجی۔

"باس حالات بگڑ گئے ہیں اوور" نمبر ون کے لہجے میں الجھن تھی۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں اوور" دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز میں تلخی ابھر آئی تھی اور پھر نمبر ون نے تمام حالات بتلا دیئے۔

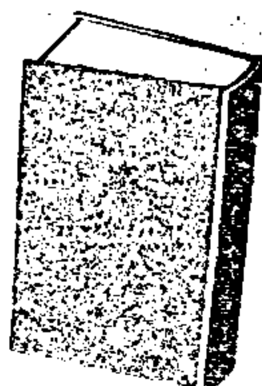
"ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ تم ناکام جا رہے ہو۔ تمہارے پاس بلیو آئی جیسا اہم آلہ موجود ہے پھر بھی تم کامیاب نہیں ہو سکے اوور" باس کا لہجہ خوفناک تھا۔

"باس ___ یہ عمران درمیان میں آ کودا ہے۔ ورنہ ہم نے جیسے کمانڈر انچیف کو بلیو آئی فٹ کی تھی۔ ہم کامیاب ہو جاتے۔ اب آپریشن کی کامیابی کا انحصار کرنل ایے پر ہے اوور"

نمبر ون کا لہجہ خوفزدہ تھا۔ اس کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔

"کرنل اے کے متعلق کیا رپورٹ ہے اوور" باس نے سوال کیا۔
"سر ابھی تک معاملات ٹھیک ہیں مگر وہ کوٹھی میں ہی موجود ہے۔ باہر نہیں نکلا اوور"
نمبر دن نے رپورٹ دی۔
"کہیں اسے شک تو نہیں پڑ گیا اوور" باس نے سوال کیا۔
"نو باس۔ فی الحال تو وہ قطعی نارمل ہے اوور" نمبر دن نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے عمران کو کرنل اے سے ملنے سے پہلے ہی قتل کرا دو۔ ورنہ تمہارا یہ پلان بھی ختم ہو جائے گا۔ اوور" باس نے اسے ہدایات دیں
"بہتر باس میں سب سے پہلے عمران کو قتل کراتا ہوں اوور"
نمبر دن نے اپنی جان بچتے دیکھ کر بےحد مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔
"ٹھیک ہے کل مجھے رپورٹ دینا اور میں اس بار ناکامی کا لفظ نہیں سنوں گا۔ سمجھے اوور"
باس نے بھیڑیئے جیسی غراہٹ سے کہا۔
"او کے سر۔ کل میں کامیابی کی ہی رپورٹ دوں گا۔ اوور" نمبر دن نے کانپتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
"اوور اینڈ آل"
باس نے کہا اور پھر آواز آنی بند ہو گئی۔ نمبر دن نے بٹن بند کیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر وہاں رکھ کر اس نے الماری میں سے کاغذات نکالے اور ایک بڑے سے بیگ میں انہیں رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر بھی اسی بیگ میں رکھا بیگ کی زپ لگا کر وہ کمرے سے باہر نکلا۔
پوری کوٹھی سنسان پڑی تھی۔

پورچ میں اس کی کار موجود تھی۔ اس نے کار کا دروازہ کھول کر بیگ پچھلی سیٹ پر رکھا اور پھر اس نے پوری کوٹھی کا راؤنڈ لگایا۔ پوری کوٹھی خالی ہو چکی تھی۔ اس کے آدمی تمام مشینیں پیک کر کے وہاں سے جا چکے تھے۔ اطمینان کرنے کے بعد وہ کار میں آکر بیٹھ گیا۔
اور چند ہی لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔



عمران دانش منزل میں اپنی مخصوص لیبارٹری میں موجود تھا۔
بلیک زیرو بھی اس کے پاس ہی تھا۔
"عمران صاحب کیا معلوم ہوا" بلیک زیرو نے سوال کیا۔
"بھئی بڑی عجیب چیز بنائی ہے مجرموں نے۔ میں تو دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں"
عمران نے تولیے سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔
"کیا مطلب" بلیک زیرو کچھ نہ سمجھ سکا۔
"مطلب یہ کہ یہ آنکھ کی مصنوعی پتلی بنائی گئی ہے۔ اس کے پیچھے ایک بڑا انفیس ٹیلی کاسٹ کرنے کا ویژن سسٹم فٹ ہے۔ جس آنکھ میں

اسے فٹ کر دیا جائے۔ اس کی اس آنکھ کے سامنے جو چیز بھی ہو گی اسے ہم اپنی رلیسیور مشین پر بخوبی دیکھتے رہیں گے"۔ عمران نے قدرے وضاحت کی۔

"اوہ یہ انتہائی خطرناک چیز ہے لیکن اس کی فٹنگ اور وہ آنکھ جیسی نازک جگہ میں"۔

بلیک زیرو نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

یہ کام سپر شعاعیں کر دیتی ہیں۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہوں تو مجرموں نے اس بار سپر شعاعوں سے تخریبی کام لیا جائے"

بلیک زیرو اب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔

"اب تم اندازہ کرو۔ کمانڈر انچیف کی آنکھ میں جب یہ مصنوعی آنکھ فٹ کر دی جاتے تو مجرموں کو کس کس منصوبے کی تفصیلات گھر بیٹھے مل جاتی ہوں گی"۔

عمران نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو کی اس تصور سے ہی آنکھیں پھٹ گیئں۔ واقعی انتہائی خطرناک حربہ تھا۔

"لیکن کمانڈر انچیف کی آنکھ تو ضائع کر دی گئی ہے"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اسی میں ایک خامی ہے کہ جب اسے فٹ کیا جاتے تو آنکھ میں نیلاہٹ سی آجاتی ہے۔ اس نیلاہٹ پر مجھے شک پڑا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔ میں نے جب آنکھ کا معائنہ کرنا چاہا تو مجرم جو یہ تمام صورت رلیسیونگ مشین پر دیکھ رہے تھے گھبرا گئے کہ کہیں اس مصنوعی آنکھ کا

راز فاش نہ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے آنکھ ضائع کر دی میرے خیال میں اس میں وائرلیس ٹرانسمیٹر ٹائپ کی کوئی چیز بھی موجود ہے۔"
عمران نے جواب دیا۔
"مگر اب مجرموں کا نشانہ کون ہو گا"
بلیک زیرو نے پوچھا۔
"یہی میں سوچ رہا تھا کہ اب وہ کس پر حربہ استعمال کریں گے"
عمران نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے جواب دیا۔
چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی پھر عمران چونکا۔
"تم نے کوٹھی کی نگرانی کا حکم دیا" اس نے بلیک زیرو سے سوال کیا۔
"ہاں۔ مگر کوٹھی خالی ہو چکی ہے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔
"اوہ" عمران نے کہا اور پھر اٹھ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا اور نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد رابطہ مل گیا۔
"صفدر اسپیکنگ" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔
"ایکسٹو" عمران نے جواب دیا۔
"یس سر" صفدر کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔
"صفدر۔ جب تم اس کمرے میں پہنچے جہاں عمران بے ہوش تھا تم نے ان کی کوئی گفتگو بھی نوٹ کی" عمران نے پوچھا۔
"یس سر میں بتلانا بھول گیا تھا۔ کمرے سے باہر رہ کر میں نے ان کی باتوں کے چند لفظ ہی سنے تھے۔ کرنل اے۔ بلیو آئی اور خفیہ منصوبے کا ذکر ہو رہا تھا" صفدر نے جواب دیا۔
"اوہ یہ بیحد اہم بات تم نے بتلائی۔ مگر تم نے پہلے اپنی رپورٹ

ہیں ان باتوں کا کیوں ذکر نہیں کیا۔" عمران کا لہجہ تلخ تھا۔

"سوری سر۔ میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔" صفدر کے لہجے میں قدرے ندامت کے آثار تھے۔

"صفدر میرا خیال ہے تم اب کافی لاپرواہ ہوتے جا رہے ہو۔" عمران نے ڈانٹا۔

"سوری سر۔ آئندہ آپ کو شکایت نہیں ہو گی۔" صفدر نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"ٹھیک ہے آئندہ تمہیں بھول جانے کا مرض نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ہاں تم فوراً کرنل اے کی کوٹھی کی نگرانی کا کام شروع کر دو۔ کرنل اے کی تمام بیرونی مصروفیات کی رپورٹ مجھے ملنی چاہیئے۔" عمران نے اسے ہدایات دیں۔

"بہتر سر۔ میں ابھی جاتا ہوں۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ٹرانسمیٹر واچ ساتھ لے جانا۔" عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"تو کمانڈر انچیف کے بعد اب ان کا نشانہ کرنل اے بنا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک دفعہ پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کرنل اے سے رابطہ ملواؤ ایکسٹو سپیکنگ۔" عمران نے بڑے پُر وقار لہجے میں کہا۔

"ون منٹ ہولڈ کیجئے جناب۔"

دوسری طرف سے بولنے والا جو شاید کرنل اے کا پی اے تھا، نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

ایک لمحے کے وقفے کے بعد کرنل اے کے بولنے کی آواز آئی۔
"کرنل اے اسپیکنگ"۔
"ایکسٹو"۔ عمران نے جواب دیا۔
"فرمایئے"۔ کرنل اے نے کہا۔
"کرنل اے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ مجرم آپ کی آنکھ میں بلیو آئی نٹ کرنے کی سوچ رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔
"میری آنکھ میں"۔
کرنل اے کی حیرت سے بھرپور آواز آئی۔
"ہاں کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب تو نہیں ہو گئے"۔ اس بار عمران نے براہِ راست سوال کیا۔
"اوہ مگر میرے ساتھ فی الحال تو ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ——
ویسے میں ہوشیار رہوں گا"
کرنل اے نے جواب دیا۔
ٹھیک ہے مگر شک رفع کرنے کے لئے آپ آئینے میں بغور اپنی آنکھیں دیکھئے اگر کسی آنکھ میں —— نیلاہٹ محسوس ہو تو مجھے بتلایئے"
عمران نے اسے ہدایت کی۔
"بہتر آپ ایک منٹ کے لئے ہولڈ کیجئے میں ابھی جواب دیتا ہوں"۔
کرنل اے نے کہا اور پھر دوسری طرف سے میز پر رلیسیور رکھنے کی آواز آئی۔ عمران خاموش بیٹھا رہا۔
"نہیں جناب ایسی کوئی بات نہیں میری آنکھیں بالکل ٹھیک ہیں"
چند لمحوں بعد کرنل اے نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ مسرت سے لبریز تھا——

"ٹھیک ہے اب آپ ہوشیار رہئیے اور خاص طور پر ٹاپ سیکرٹ کاغذات کے معائنے کا کام مجرموں کی گرفتاری تک بند کر دیجئے۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے مگر آج میرا خفیہ سنٹر میں جانے کا پروگرام ہے" کرنل اے نے کہا۔

"کیوں کیا پھر وہاں کسی گڑبڑ کی اطلاع ملی ہے۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں مگر میں خود مزید تحقیقات کرنا چاہتا ہوں" کرنل اے نے کہا۔

"نہیں آپ مجرموں کی گرفتاری تک اپنی تمام مصروفیات منسوخ کر دیں" عمران نے اسے ہدایت دی۔

"بہتر ہے میں اپنے تمام پروگرام منسوخ کر دیتا ہوں" کرنل اے بڑی آسانی سے مان گیا۔ شاید اسے خود بھی خطرہ تھا کہ مجرم اس آنکھ سے کوئی حرکت نہ کر دیں۔

"اوکے" ٹھیک ہے۔ عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"اب مزید کیا پروگرام ہے۔ عمران صاحب ابھی تاریکی میں ہیں" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں مجرم اب زیادہ دیر تاریکی میں نہیں رہیں گے۔ ویسے بھی ان کے طریقہ کار کا ہمیں علم ہو گیا ہے اور پھر انہوں نے جسے ٹارگٹ بنایا ہے اس کا بھی ہمیں پتہ چل گیا ہے۔ اس لئے اب وہ جلد ہی روشنی میں آجائیں گے" عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا خیال ہے کرنل اے کی نگرانی کیوں نہ کی جائے" بلیک زیرو
تجویز پیش کی۔

"یہی تجویز میں سوچ رہا ہوں۔۔۔"
عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں ابھر آئیں۔ بلیک
زیرو خاموش بیٹھا اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ایسا کرو۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو کال کر لو۔ ہمیں سب
سے پہلے کرنل اے کو اغوا کر لینا چاہیئے۔ عمران نے کہا۔

مگر اس سے تو پوری ملٹری انٹیلی جنس میں بحران آجائے گا" بلیک زیرو
کے لہجے میں الجھن تھی۔

"تو میں کیپٹن شکیل کو بلوا رہا ہوں بھئی۔ کیپٹن شکیل کرنل اے کا میک اپ
کرے گا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"او ٹھیک ہے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تم پہلے کیپٹن شکیل کو بلواؤ۔ میں اس کا میک اپ کر دیتا ہوں آج
رات کرنل اے کو اس کی کوٹھی سے ہی اغوا کر لیں گے۔
عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے ٹیلی فون کی طرف
ہاتھ بڑھا دیا۔

نمبر وَن کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا کہ اچانک کمرے م
تیز گھنٹی بج اٹھی۔

نمبر ون ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا پھر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ مختلف کمروں سے ہوتا ہُوا ایک بہت بڑے ہال میں پہنچ گیا۔ اس ہال میں ہر طرف مشینیں فٹ تھیں۔

"باس کرنل اے مطلوبہ کا غذات کا معائنہ کر رہا ہے"۔ نوجوان پہرد نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور نمبر ون کے چہرے پر یکدم خوشیاں پھوٹ پڑیں۔ وہ تیزی سے اس مشین کے پاس پہنچا۔ جہاں سکرین پر کرنل اے کی تصویر نظر آرہی تھی وہ اپنے دفتر میں میز پر فائل پھیلائے کاغذات کا مطالعہ کر رہا تھا۔

"کاغذات کے فوٹو بن رہے ہیں"۔ نمبر ون نے پوچھا۔

"جی ہاں فوٹو سٹیٹ ویژن مشین چل رہی ہے"۔

نوجوان نے جواب دیا اور پھر نمبر ون کرسی گھسیٹ کر وہیں مشین کے
ں بیٹھ گیا۔ فائل کافی ضخیم معلوم ہو رہی تھی اور کرنل اے آہستہ آہستہ اس
ورق الٹ رہا تھا۔
وقت تیزی سے گزرتا رہا اور فائل میں موجود کاغذات کی فوٹو کاپیاں
بنتی رہیں۔
ابھی آخری صفحہ رہتا تھا کہ پاس پڑے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کا علم اس
ح ہوا کہ کرنل اے نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔
پھر نمبر ون نے کرنل اے کے چہرے پر بوکھلاہٹ دیکھی۔ ایک لمحے
وہ رسیور میز پر رکھ کر تیزی سے اٹھا اور پھر تیزی سے دفتر سے ملحقہ
یٹائرنگ روم میں گھس گیا۔ ریٹائرنگ روم میں ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے
ں وہ اپنی دونوں آنکھیں بغور دیکھنے لگا۔
"اوہ۔ تو اسے بلیو آئی پر شک پڑ گیا ہے" نمبر ون نے مٹھیاں بھینچتے
رتے کہا۔
"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ نوجوان سپروائزر کا چہرہ بجھا ہوا تھا
رنل اے واپس دفتر آیا اس نے رسیور اٹھا کر کچھ کہا اور پھر فائل بند
ر دی"
اب اس کے چہرے پر بے پناہ شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔
"آخری صفحہ رہ گیا" نمبر ون نے بے چینی سے کہا۔
"ہاں مگر باقی تمام فائل کی فوٹو کاپیاں تو ہمارے پاس پہنچ گئیں"
وجوان نے جواب دیا۔
"وہ کاپیاں مشین سے نکالو میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں" نمبر ون

نے آپریٹر سے کہا اور آپریٹر اٹھ کر سائیڈ میں موجود ایک مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔

چند لمحے بعد مشین کا ایک خانہ کھلا اور پھر آپریٹر نے اس میں ہاتھ ڈال کر بہت سی فوٹو کاپیاں نکال لیں۔ اس نے وہ فوٹو کاپیاں لا کر نمبروان کے ہاتھ میں دے دیں۔ نمبروان بغور فوٹو کاپیوں کو دیکھتا رہا۔

"مگر یہ تو کوڈ ہیں اور کوڈ کی (KEY) تو ساتھ موجود نہیں ہے"

نمبروان نے تمام کاپیاں دیکھنے کے بعد کہا۔

"میرے خیال میں کی (KEY) آخری صفحے میں ہوگی" نوجوان نے کہا۔

"ہاں اور وہی اہم چیز تھی اس کے بغیر تو یہ کاپیاں قطعی بیکار ہیں" نمبروان نے پریشان لہجے میں کہا اور پھر سکرین پر دیکھنے لگا۔

"اوہ یہ کہاں جا رہا ہے"

اس نے چونک کر کہا۔ کیونکہ کرنل اے اس وقت کار میں بیٹھ رہا تھا۔

"فائل اس کے ساتھ ہی ہے" نوجوان نے بتلایا۔

پھر وہ کار چلتی دیکھتے رہے۔ یہ ملٹری ایریا تھا۔ جلد ہی کار ایک بہت بڑی عمارت کے پورچ میں جا کر رک گئی۔

پھر کرنل اے نیچے اترا اور پھر مختلف برآمدوں سے ہوتا ہوا وہ ایک دفتر میں گیا۔ دفتر کے انچارج نے کھڑے ہو کر اسے سیلوٹ کیا۔ اس نے جواب دیا اور پھر ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل اس انچارج کو دے دی۔ انچارج نے فائل کھول کر تمام کاغذات چیک کئے اور پھر ایک رجسٹر کھول کر کرنل اے کے سامنے رکھ دیا۔ کرنل اے نے اس رجسٹر پر اندراج کرنے کے بعد

دستخط کئے اور باہر نکل آیا۔

"اوہ۔ اس نے تو ریکارڈ روم میں فائل واپس پہنچا دی"۔ نمبر ون بے اختیار کھڑا ہو گیا۔

"ہاں میرے خیال میں اسے پتہ چل گیا ہے کہ اس کی آنکھ میں بلیو آئی فٹ کر دی گئی ہے"۔ نوجوان نے کہا۔

"ہاں بڑے موقع پر اسے اطلاع ملی ہے میرے خیال میں اس بات کی اطلاع اسے عمران نے دی ہو گی"۔ نمبر ون نے کہا۔

"وہ ہماری ایک بلیو آئی اور سپر مشین بھی تو عمران کے قبضے میں ہے" نوجوان نے کہا۔

"ہاں مگر وہ اسے نہیں سمجھ سکے گا۔ اسے سمجھنا ہر ایرے غیرے کے بس کا روگ نہیں ہے"۔ نمبر ون نے اطمینان سے کہا۔

"اچھا میں چلتا ہوں۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے اطلاع کر دینا" نمبر ون نے کہا اور پھر کاغذات کی فوٹو کاپیاں ہاتھ میں پکڑ کر ہال سے باہر نکل آیا۔

کرنل اے دانش منزل کے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔
رات ہی اسے اس کی کوٹھی سے اغوا کر لیا گیا تھا۔ اور اب کرنل اے کی جگہ کیپٹن شکیل نے لے لی تھی۔ صبح ہوتے ہی عمران بلیک زیرو کو لے کر اس کمرے میں داخل ہوا۔ دونوں نے اپنے چہروں پر نقابیں لگا رکھی تھیں کرنل اے ابھی تک بے ہوش تھا۔

"اسے ہوش میں لاؤ۔"

عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے الماری سے ایک شیشی نکال کر کرنل اے کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد کرنل اے نے کسمسا کر آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحے وہ اسی طرح خالی الذہنی کی کیفیت میں مبتلا صوفے پر پڑا رہا۔ پھر اچھل کر بیٹھ گیا وہ اب غور سے ان دونوں نقاب پوشوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کون ہو تم!"

اس نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ ادھر عمران جو بغور کرنل اے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اچھل پڑا۔

"کرنل اے تم نے جھوٹ کیوں بولا تھا کہ تمہاری آنکھیں ٹھیک ہیں۔

عمران کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

اور ادھر عمران کی بات سن کر بلیک زیرو بھی چونک کر کرنل اے کی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔ دائیں آنکھ میں پھیلی ہوئی نیلاہٹ صاف نظر آرہی تھی۔

کک کک، مگر تم کون ہو۔

کرنل اے اس انکشاف پر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کرنل اے میں تم جیسے آدمی سے اس غلط بیانی کی اُمید نہیں کرسکتا تھا"

عمران کا لہجہ بدستور تلخ تھا۔

"تم کون ہو اور میں کہاں ہوں اس کا جواب دو۔ کرنل اے اب اچانک اعصابی حملے سے سنبھل چکا تھا۔

" ایکسٹو"

عمران نے جواب دیا اور کرنل اے اس بار واقعی بوکھلا گیا۔

"جواب دو تم نے غلط بیانی کیوں کی" عمران نے سوال دُہرایا۔

" در اصل بات یہ ہے کہ جب آپ کا ٹیلی فون مجھے ملا میں اسی منصوبے سے متعلقہ فائل کا مطالعہ کر رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر میں نے سچ بتلا دیا تو کہیں اس سے مجھ پر تمام ذمّہ داری نہ آجائے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر یہی فیصلہ کیا کہ پہلے میں یہ فائل متعلقہ ریکارڈ روم میں واپس جمع

کرا دوں۔ پھر اس بات کا اقرار کر دوں گا کہ مجرم مجھ پر حربہ استعمال کر چکے ہیں۔

کرنل اے نے شکست خوردہ لہجے میں تمام تفصیل بیان کر دی۔

"یہ ایک نئی بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فائل کی فوٹو کاپیاں مجرموں کے پاس پہنچ گئی ہیں۔ کرنل اے تم نے بھیانک غلطی کی ہے۔ اگر تم اسی وقت بتلاتے تو ہم مجرموں پر ہاتھ ڈالنے کی کرتے مگر اب بہت وقت گزر چکا ہے۔ ممکن ہے مجرم وہ فوٹو لے کر ملک سے باہر پہنچ گئے ہوں۔"

عمران کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"مگر کیسے۔" کرنل اے اس انکشاف پر ہکا بکا رہ گیا۔

"ہم واپس آکر آپ کو بتلاتے ہیں کہ آپ نے کتنی خوفناک غلطی کی ہے۔"

عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف چل دیا۔ کرنل اے گم سم صوفے پر ہی بیٹھا رہ گیا۔

عمران اور بلیک زیرو کمرے سے باہر نکل آئے۔ دروازہ بند کر دیا گیا پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے آپریشن روم میں پہنچے۔ عمران نے نقاب اتار کر ایک طرف پھینک دی۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"ہمیں جلد از جلد مجرموں پر ہاتھ ڈالنا چاہیئے۔ ہم غلط فہمی میں رہے اور مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔" عمران کے لہجے میں جھنجلاہٹ تھی۔

"مگر مجرموں کے ٹھکانے کا ہی پتہ نہیں۔" بلیک زیرو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہاں اسی مسئلے پر تو میں غور کر رہا ہوں۔ ہمیں فوراً مجرموں کے ٹھکانے کا پتہ چلانا ہے ورنہ مجرم ہاتھ سے نکل جائیں گے۔" عمران نے جواب دیا۔

چند لمحے وہ سوچتا رہا اور ٹہلتا رہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"جولیا سپیکنگ" دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" عمران نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر" جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جولیا تمام ممبروں کو ہدایت کر دو کہ وہ فوراً شہر میں پھیل جائیں اور سی ایل ۵۱۵ نمبر کی کار جہاں کہیں بھی نظر آئے فوراً رپورٹ کی جائے اور صفدر کو ہدایت کر دو کہ وہ رجسٹریشن آفس سے اس نمبر کے مالک کا پتہ کر کے مجھے رپورٹ دے۔ یہ کام فوراً ہونا چاہیئے۔

عمران نے جولیا کو ہدایات دیں۔

"بہتر سر میں ابھی تمام ممبرز کو احکامات دے دیتی ہوں" جولیا نے جواب دیا۔

"او کے" عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"یہ نمبر مجرم کی کار کا ہے" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں دراصل جب میرے فلیٹ میں ڈکٹا فون لگایا تھا تو میں نے ایک آدمی کا تعاقب کیا تھا اور وہی آدمی جب میں ان کے اڈے پر پہنچا تو انہیں احکامات دے رہا تھا۔ اس وقت یہ نمبر میں نے ذہن نشین کر لیا تھا مگر تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کی بناء پر میرے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی" عمران نے بتلایا۔

"اگر اس کار کا پتہ چل جائے تو پھر مجرم یقیناً ہاتھ آجائیں گے" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اب یہی ایک بہتر فی الحال ہمارے ہاتھ میں رہ گیا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔ عمران نے کہا۔

"میں صفدر بول رہا ہوں جناب رجسٹریشن آفس سے پتہ چلا ہے کہ یہ نمبر ابھی جاری ہی نہیں کیا گیا"۔ صفدر کی آواز آئی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے نمبر جعلی تھا"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"او کے ٹھیک ہے تم لوگ تلاش جاری رکھو۔ اگر کہیں اس نمبر کی کار نظر آ جاتے تو رپورٹ دینا"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب تو خاصی مشکل ہو گئی۔ ہو سکتا ہے مجرموں نے نمبر پلیٹ تبدیل کر دی ہو"۔

بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں مجرموں کو چونکہ اس بات کا علم نہیں ہے کہ ان کی کار کا نمبر ہماری نظروں میں آ گیا ہے کہ اب اگر یہ نمبر کہیں نظر آیا تو وہ یقیناً مجرموں کی کار ہو گی۔ ورنہ ہو سکتا تھا ہم اصل مالک کے پیچھے دوڑتے رہتے اور مجرم ہاتھ سے نکل جاتے"۔ عمران نے کہا۔

"اچھا میں چلتا ہوں میں خود بھی اس کار کو تلاش کرتا ہوں۔ اگر تمہیں کوئی رپورٹ ملے تو مجھے ٹرانسمیٹر واچ پر اطلاع دینا"۔

عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کمرے سے باہر نکل گیا۔

”یس کیا بات ہے؟“
نمبر ون نے گھنٹی بجتے ہی رسیور اٹھا لیا تھا۔
”باس عمران کا پتہ چل گیا ہے۔“ دوسری طرف سے آواز آئی۔
”کہاں ہے وہ“ نمبر ون نے پوچھا۔
”باس میں نے اسے ہائی وے پر کار میں جاتا ہوا چیک کیا تھا۔ اب وہ کنگسٹن روڈ پر ایک کیفے ڈیلکس میں بیٹھا ہے۔“ جواب ملا۔
”ٹھیک ہے تم اس پر نظر رکھو میں خود آ رہا ہوں۔ اس شخص کو میں خود اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گا۔ اس نے ہمیں بے حد پریشان کیا ہے۔“ نمبر ون نے کہا۔
”مگر باس آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ مجھے حکم دیجئے میں ابھی ایک گولی اس کے سینے میں اتار دیتا ہوں۔“ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"نہیں، وہ تم لوگوں کے بس کا روگ نہیں ہے وہ بے حد چالاک اور عیار ہے۔ اس بار اگر وہ بچ نکلا تو یہ انتہائی غلط ہوگا۔" نمبر ون نے کہا۔ اس کے ذہن میں اپنے باس کا آرڈر گھوم رہا تھا جس نے کہا تھا کہ میں ناکامی کی بات نہیں سنوں گا۔

اس نے ریسیور رکھا اور پھر الماری کھول کر اس میں سے ریوالور نکالا اس پر سائلنسر فٹ کیا اور میگزین کو اچھی طرح چیک کرنے کے بعد اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ پھر اس نے الماری میں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکالا۔ یہ مختصر سا سامان تھا۔ گال پر ایک موٹا سا مسّہ چپکایا۔ فرنچ کٹ داڑھی لگائی اب اس کی شکل کافی حد تک بدل چکی تھی۔ پھر وہ کمرے سے نکل کر پورچ میں آیا۔ جہاں اس کی مخصوص کار موجود تھی۔

جلد ہی اس کی کار سڑکوں پر دوڑ رہی تھی اس کا رخ کنگسٹن روڈ کی طرف ہی تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ کنگسٹن روڈ پر پہنچ گیا۔

پھر روڈ کا ایک راؤنڈ لگاتے ہی اسے کیفے ڈی لکس کا بورڈ نظر آ گیا۔ اس نے کار ایک طرف روکی اور پھر اس سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کیفے کی طرف بڑھنے لگا۔

ابھی وہ کیفے کے دروازے تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ اسے عمران باہر نکلتا نظر آیا۔

وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا اور پھر آگے بڑھ گیا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے رکنے پر عمران کو اس پر شک ہو جائے چنانچہ اس نے ایک لمحے کے لئے کیفے کے اندر جانا مناسب سمجھا۔

کیفے کے ہال میں پہنچ کر اس نے ہال پر یوں نظر ڈالی جیسے کسی شناسا کو ڈھونڈ رہا ہو۔ پھر اس نے یوں کندھے جھٹکے جیسے کسی کو وہاں نہ پا کر وہ مایوس ہو گیا ہو۔

پھر وہ واپس مڑ گیا۔

اب وہ کیفے سے باہر تھا۔ اس کے اندر جانے اور پھر واپس باہر آنے میں چند ہی لمحے گزرے تھے۔ اسے عمران سامنے ایک کار کی طرف جاتا نظر آیا۔

نمبر ون نے ادھر اُدھر دیکھا۔

سڑک پر کافی سے زیادہ رش تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا ارادہ ہوا کہ عمران کو یہیں ڈھیر کر دے مگر پھر وہ یہ سوچ کر رک گیا کہ یہاں وہ آسانی سے پکڑا جائے گا۔ چنانچہ اس نے کسی مناسب موقع کا انتظار کرنا ضروری سمجھا۔

چنانچہ وہ اپنی کار کی طرف بڑھا۔

کار کے نزدیک ہی اسے اپنا وہ آدمی مل گیا جس نے اسے عمران کی یہاں موجودگی کی اطلاع دی تھی۔

”میرے ساتھ آؤ“

نمبر ون نے کہا اور پھر وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے۔

عمران کی کار ٹرن لے کر سڑک پر پہنچ گئی۔ چنانچہ نمبر ون نے بھی کار اس کے پیچھے لگا دی ”یہ ریوالور لو اور جس وقت میں اشارہ کروں گا گولی چلا دینا۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ تمہارا نشانہ غلط نہیں جانا چاہیئے۔ ورنہ ......“ نمبر ون نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔ ”آپ بے فکر رہیں باس۔“

اس آدمی نے ریوالور لیتے ہوئے جواب دیا۔ اور نمبر ون خاموشی سے آگے دیکھنے لگا۔ عمران کی کار اس کی نظروں میں تھی۔

عمران سڑک پر نظریں جمائے کچھ سوچ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر گھڑی کے چمکتے ہوئے ہندسے پر پڑ گئی۔

اس نے فوراً کہنیاں سٹیرنگ پر ٹکائیں اور پھر گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ کر اسے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو بلیک زیرو اسپیکنگ اوور"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹنڈنگ اوور"۔ عمران نے گھڑی کو منہ لگا کر جواب دیا۔

"عمران صاحب سی ایل ۵۱۵ کار کا پتہ چل گیا ہے اور وہ اس وقت آپ کے تعاقب میں ہے۔ اس نے آپ کو کیفے سے چیک کیا ہے اوور"۔ بلیک زیرو نے دوسری طرف سے رپورٹ دی —

" اوہ ٹھیک ہے میں چیک کر لوں گا۔ تمہیں کس نے اطلاع دی ہے اوور"۔

عمران نے بیک مرر پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"صفدر نے اطلاع دی ہے اس نے اس کار کو کنگسٹن روڈ پر چیک کیا تھا پھر اس نے اطلاع دی کہ اب وہ کار جس میں دو آدمی موجود ہیں، آپ کے تعاقب میں ہے۔ ان کی حرکات مشکوک نظر آ رہی ہیں اوور"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہوں گے۔ تم صفدر کو ہدایت دے دو کہ وہ اس کار کی ہوشیاری سے نگرانی کرے۔ میں انہیں ڈاج دیتا ہوں۔ ہمیں ان کے اڈے کا پتہ چلنا چاہیئے۔ بلکہ چوہان کو بھی اس کار کے پیچھے لگا دو کہ اگر صفدر کو وہ ڈاج دے دیں تو وہ انہیں چیک کر لے اوور"۔

عمران نے بلیک زیرو کو تفصیلی ہدایات دیں۔

"اوکے ٹھیک ہے اوور"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔

عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن دبا دیا۔

اب وہ ہوشیاری سے بیک مرر پر نظریں لگائے ہوئے تھا۔ پھر اس نے جان بوجھ کر ایک ایسی سڑک پر گاڑی کا رُخ گھما دیا۔ جہاں ٹریفک قدرے کم تھا۔ پھر اسے مطلوبہ گاڑی نظر آ گئی

وہ مختلف سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔

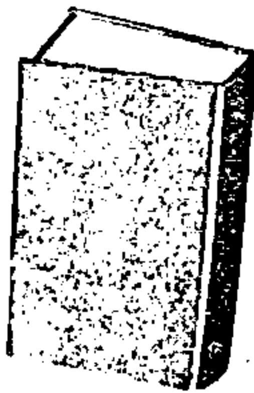
ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں خیال آیا کہ ان سے ٹکرا جائے۔ مگر پھر یہ سوچ کر اس نے اپنا خیال بدل دیا کہ اس طرح معاملہ طویل ہو جائے گا۔ وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد ان کے اڈے کا پتہ چل جائے۔ چنانچہ

اس نے ڈاج دینے کا فیصلہ کر لیا۔
اور پھر جلد ہی اس نے اس فیصلے پر عمل بھی کر ڈالا۔
سڑک کے بائیں کنارے پر ایک تنگ سی گلی میں اچانک اس نے گاڑی موڑ دی۔
یہ گلی کافی دور تک سیدھی چلی جاتی تھی۔ پھر وہ ایک اور مین روڈ سے جا ملتی تھی۔ اس وقت تک کہ مجرموں کی کار گلی میں داخل ہو۔ عمران دوسری سڑک پر پہنچ گیا۔ پھر اس نے جلد ہی کار ایک اور گلی میں موڑ دی۔
اس طرح مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا وہ مختلف سڑکوں پر گھومتا رہا۔ پھر جب وہ دانش منزل والی سڑک پر پہنچا تو دُور دُور تک تعاقب کار کا نشان نہیں تھا۔
عمران جلد ہی دانش منـــزل پہنچ گیا۔ اس نے کار کمپاؤنڈ میں روکی اور پھر اُتر کر بلیک زیرو کی طرف چل دیا۔ بلیک زیرو ٹرانسمیٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔
"کوئی رپورٹ"۔ عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔
"نہیں ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ چوہان بھی اس کار کے تعاقب میں ہے"۔
بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"ہونہہ"۔ عمران نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے بٹن آن کیا۔
"ایکسٹو"۔ اس نے مخصوص بھرائی آواز میں کہا۔

"صفدر سپیکنگ سر" دوسری طرف سے آواز آئی۔
"رپورٹ" بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔
"سر عمران صاحب مجرموں کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں انہوں نے عمران صاحب کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکے" صفدر نے رپورٹ دی۔
"صفدر مختصر بات کرو۔ تمہید مت باندھو" بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"بہتر سر عمران صاحب کی تلاش میں ناکامی کے بعد کار نمبر ۱۸۱۵ ٹونی بار کے سامنے جا کر رک گئی۔ اس میں سے ایک آدمی نکل کر اندر چلا گیا۔ دوسرا کار میں بیٹھا رہا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ آدمی واپس آیا اور اس وقت وہ ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۳ میں موجود ہیں۔" صفدر نے بتلایا۔
"ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۳۔ کیا اس کوٹھی کے باہر کسی قسم کی نیم پلیٹ موجود ہے" بلیک زیرو نے پوچھا۔
"نہیں سر کوئی نیم پلیٹ وہاں موجود نہیں ہے" صفدر نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے تم وہیں رکو۔ میں عمران کو وہاں بھیجتا ہوں۔ وہ تم سے خود ہی رابطہ قائم کرے گا۔ اس کے احکام پر تمہیں عمل کرنا ہے"
بلیک زیرو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے صفدر سے کہا اور عمران نے تائید میں سر ہلا دیا۔
"بہتر سر یہاں چوہان موجود ہے" صفدر نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے تم دونوں وہیں رکو۔ عمران کو میں ابھی بھیجتا ہوں"

بلیک زیرو نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے رابطہ ختم کر دیا گیا۔
"تو مجرموں نے ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۳ میں اڈہ بنایا ہے" عمران نے کہا۔
"جی ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے" بلیک زیرو نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ہمیں فوری کارروائی کرنی چاہیئے" عمران نے کہا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔
"جولیا سپیکنگ"
دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔
"ایکسٹو" عمران نے کہا۔
"یس سر" جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔
"جولیا تمام ممبرز کو ٹرانسمیٹر پر کال کرو کہ وہ مسلح ہو کر ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۳ کا محاصرہ کر لیں۔ عمران وہاں سب کو ڈیل کرے گا" عمران نے حکم دیا۔
"بہتر سر"
"میرے بارے میں کیا حکم ہے کیا میں بھی وہاں پہنچوں" جولیا نے اپنے بارے میں وضاحت کی۔
"ہاں تم بھی وہاں پہنچو۔ مگر تم نے آپریشن میں حصہ نہیں لینا بلکہ دور رہ کر نگرانی کرنی ہے۔ اگر کوئی مجرم وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جاتے تو تم نے اس کا تعاقب کرنا ہے"
عمران نے جولیا کو تفصیلی ہدایات دیں۔

"بہتر سر" جولیا نے جواب دیا۔ اور پھر عمران نے رسیور رکھ دیا۔
"طاہر تم بھی میک اپ میں وہیں قریب رہنا اور حالات کے مطابق
دم اٹھانا"
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے بلیک زیرو کو حکم دیا اور پھر خود کمرے
سے باہر چلا گیا۔



ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۳ کا پھاٹک بند تھا اور کوٹھی میں خاموشی
طاری تھی۔
عمران نے ٹرانسمیٹر پر سب ممبرز کو ہدایت دی کہ پہلے صرف صفدر اور
وہ اندر جائیں گے۔ اس کے بعد واچ کاشن دینے پر باقی ممبرز بھی کوٹھی
میں داخل ہو جائیں۔
ہدایت دینے کے بعد عمران نے صفدر کو ساتھ لیا اور پھر کوٹھی کی پشت
کی طرف چل دیئے۔
تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہ پشتی دیوار کے قریب پہنچے۔ پھر ایک
لمحے کے لئے اردگرد کا جائزہ لینے کے بعد وہ دونوں یکے بعد دیگرے

دیوار پر چڑھ کر اندر کود گئے۔
کوٹھی پر سکوت طاری تھا۔ کوئی بھی آدمی کمپاؤنڈ میں نظر نہیں آ رہا تھا
وہ دونوں رینگتے ہوئے کوٹھی کی اصل عمارت کی طرف چل دیئے
جلد ہی وہ دونوں برآمدے کے قریب پہنچ گئے۔ پورچ میں کار نمبر ۱۸۱۵ موجود تھی۔

"مجھے کوٹھی خالی معلوم ہوتی ہے۔"
عمران کی چھٹی حس جاگی۔

"مگر میں اور چوہان باقاعدہ نگرانی کرتے رہے ہیں۔ کار اندر داخل ہونے کے بعد کوئی آدمی باہر نہیں نکلا"۔ صفدر نے سرگوشی سے جواب دیا
وہ دونوں برآمدے میں پہنچ چکے تھے۔ پھر وہ محتاط قدم اٹھاتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔
ریوالور ان کے ہاتھوں میں تھے۔
لیکن وہاں انہیں کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ جلد ہی وہ سب کمروں میں گھوم گئے۔
پوری کوٹھی خالی پڑی تھی۔

"مجرم چوٹ دے گئے صفدر۔ انہوں نے صرف تمہیں ڈاج دینے کے لئے اس کوٹھی میں کار داخل کی ہے اور خود وہ شائد پشتی دیوار سے کود کر نکل گئے"۔ عمران بے حد سنجیدہ تھا۔ واقعی کوٹھی خالی تھی اور کوٹھی کے کمروں میں دیواروں اور فرش پر جمی ہوئی گرد کی موٹی تہہ صاف بتلا رہی تھی کہ کوٹھی عرصے سے خالی پڑی ہے۔
"بہت برا ہوا"۔ عمران نے کہا۔

اور پھر اس نے صفدر کو باہر چلنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں شکست خوردہ انداز میں کوٹھی سے باہر آ گئے۔

اس بار وہ کمپاؤنڈ سے ہوتے ہوئے پھاٹک کھول کر باہر آئے تھے۔ تمام ممبرز یہ غیر متوقع صورت حال دیکھ کر گھبرا گئے۔ وہ ایک خاصے بڑے مقابلے کے لئے تیار ہو کر آئے تھے مگر یہاں تو چڑیا ہی اڑ چکی تھی۔

"سب لوگ واپس اپنی اپنی رہائش گاہوں پر جائیں۔ میں ایکسٹو کو رپورٹ دیتا ہوں۔"

عمران نے ٹرانسمیٹر پر سب ممبرز سے کہا اور پھر خود بھی دور ایک درخت کے نیچے کھڑی کار کی طرف چل دیا۔

مجرموں نے بڑی بُری چوٹ کی تھی ——— اور یہ سب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ مجرموں کو کہاں ڈھونڈے۔

وہ کار میں بیٹھا اور پھر دانش منزل چل دیا۔

جلد ہی وہ دانش منزل کے مخصوص کمرے میں موجود تھا۔ بلیک زیرو بھی واپس آ گیا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

رابطہ قائم ہوتے ہی آواز آئی۔

"ٹونی سپیکنگ!"

"جیگر بول رہا ہوں!" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ جیگر تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ کیا یہی دوستی ہے۔ جب کام پڑتا ہے تم غائب ہو جاتے ہو!"

ٹونی کے لہجے میں بے پناہ شکوہ تھا۔
"کیوں کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ عمران نے پوچھا
"ہاں ایک خاص الخاص بات ہے تم ذرا میرے پاس پہنچو"۔
ٹونی نے کہا۔
"اچھا میں ابھی آ رہا ہوں"۔
عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ دیا۔
"بلیک زیرو ہوشیار رہنا۔ مجھے کوئی خاص چکر معلوم ہو رہا ہے کاش ملتے ہی سب ممبرز کو الرٹ کر دینا"۔
عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے جواب میں سر ہلا دیا۔
عمران اٹھ کر میک اپ روم میں چلا گیا۔ جب وہ باہر آیا تو وہ جیگر کا روپ دھار چکا تھا۔
پھر چند ہی لمحوں بعد اس کی کار سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔
ٹونی کے بار سے عمران نے کار کافی دور روکی اور پھر پیدل چلتا ہوا ٹونی کے بار میں داخل ہوا۔ کاؤنٹر پر موجود ایک غنڈے نے اسے دیکھتے ہی کہا۔
"جیگر باس تمہارا انتظار کر رہا ہے"۔
اور عمران سر ہلاتا ہوا ٹونی کے کمرے کی طرف چل دیا۔ حسب معمول ٹونی اپنے سامنے شراب کی بوتل رکھے بیٹھا تھا۔
"آؤ جیگر تمہیں ایک خاص بات بتلاؤں"۔ عمران کو دیکھتے ہی جیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔
اس نے ایک الماری کے پٹ کھول کر اندر لگے ہوئے ایک ہک کو

کھینچا۔ الماری گھوم گئی۔

اب وہاں ایک دروازہ تھا۔

"آؤ۔ ٹونی نے عمران سے کہا اور پھر ٹونی اور عمران اس دروازے میں داخل ہو گئے۔

ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔ ایک جھٹ کی آواز آئی اور وہ راہداری روشن ہو گئی۔ راہداری میں چلتے ہوئے ٹونی ایک دروازے پر رُکا۔ اور پھر اس نے دروازہ کھول کر عمران کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

عمران اندر داخل ہو گیا۔

یہ کمرہ ہر قسم کے سامان سے خالی تھا۔ ٹونی نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور دوسرا لمحہ عمران کے لئے انتہائی حیرت انگیز تھا۔

ٹونی نے انتہائی پھرتی سے ریوالور نکال لیا تھا اور اب اس کے ریوالور کا رُخ عمران کی طرف تھا۔

دوست آخر تمہارا راز کھل ہی گیا۔

ٹونی کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"کیا مطلب؟"

عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکائیں۔

اور پھر اسے مطلب بھی سمجھ میں آ گیا۔ کیونکہ کمرے کی دیوار ایک طرف کھسکی اور نمبر ون دو آدمیوں سمیت اندر داخل ہوا۔ دونوں آدمیوں نے ہاتھوں میں ریوالور لئے ہوئے تھے۔

"مسٹر عمران کیوں کیسی چوٹ رہی" نمبر ون نے طنزیہ قہقہہ

لگاتے ہوئے کہا۔

"چوٹ!" عمران بوکھلا گیا اور دوسرے لمحے وہ بوکھلاہٹ میں اپنا جسم ٹٹولنے لگا۔

"سیدھے کھڑے رہو ورنہ گولی مار دوں گا!" لوٹی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"ارے میں تو وہ چوٹ دیکھ رہا ہوں!"

عمران نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ ویسے اس وقت اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی میں بھونچال آیا ہوا تھا۔

واقعی اس نے بڑی گہری چوٹ کھائی تھی۔ مجرم اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہوشیار نکلے تھے مگر چوٹ دیکھنے کے بہانے وہ گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ چکا تھا۔

بلیک زیرو کو کاشن مل چکا ہوگا۔ چنانچہ وہ مطمئن ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"میرے خیال میں اسے فوری طور پر گولی مار دی جائے!" لوٹی نے تجویز پیش کی۔

"ٹھہرو یار ——— کم از کم پرانی دوستی کا ہی خیال کرو۔ دو چار باتیں ہی کر لو!"

عمران نے چہرے پر خوف کے تاثرات پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہمارے پاس وقت نہیں ہے!" نمبر ون نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو یہاں کس کمبخت کے پاس وقت ہے!" عمران نے جھنجلا کر جواب دیا۔

"تم اپنی آخری خواہش بیان کر دو!" ٹونی نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

"ویری گڈ ___ ویری گڈ ___ اب تم واقعی بادشاہ معلوم ہو رہے ہو ___ کیا بات ہے تمہاری"۔

عمران نے ہنستے ہوتے کہا۔ عمران زیادہ سے زیادہ وقت ضائع کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ بلیک زیرو اور دیگر ممبر اڈے تک پہنچ جائیں۔

"کیوں وقت ضائع کر رہے لوٹی ___ گولی مارو اور قصہ ختم کرو۔"

نمبر ون نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"

ٹونی نے کہا اور پھر اس نے ٹریگر پر انگلی کی گرفت سخت کر دی اسی لمحے اچانک عمران نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ نمبر ون کو گھسیٹتا ہوا دوسرے کونے تک لے گیا۔

ٹونی کے ریوالور سے گولی چلی ضرور تھی مگر عمران وہ جگہ چھوڑ چکا تھا۔ اس لئے گولی دیوار میں جا لگی۔ نمبر ون جس کا خیال ٹونی کے ریوالور کی طرف تھا۔

اس اچانک افتاد سے گھبرا گیا اور اسی گھبراہٹ سے عمران نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے چیتے جیسی پھرتی سے چھلانگ لگائی تھی۔ پھر جب وہ ہٹا تو نمبر ون اس کے سامنے تھا۔ عمران کا ایک بازو نمبر ون کے گلے میں تھا اور دوسرا کمر کے گرد۔

"ریوالور نیچے پھینک دو۔ ورنہ میں اس کی گردن توڑ دوں گا"

عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوتے کہا۔

اور ٹونی اور دوسرے دو آدمی شش و پنج میں کھڑے تھے کہ کیا کریں صورتِ حال اچانک تبدیل ہو گئی تھی۔

عمران نے گردن کے گرد کسے ہوتے بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"پھینک دو"

نمبر دن کے گلے سے گھٹی گھٹی آواز نکلی۔ اس کا منہ سرخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں ابل آئی تھیں اور پھر مجبوراً ٹونی سمیت باقی دو آدمیوں کو ریوالور نیچے پھینکنے پڑے۔ ریوالور نیچے پھینک کر اچانک ٹونی نے ایک حرکت کی اور دوسرے لمحے وہ نمبر دن پر آپڑا۔

عمران جو کہ نمبر دن کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے جیسے ہی ٹونی کو چھلانگ لگاتے دیکھا۔ ایک جھٹکے سے نمبر دن کو آگے پھینک کر ایک طرف ہو گیا۔ اور ٹونی جس کا مقصد یہ تھا کہ نمبر دن کے ساتھ وہ عمران کو بھی نیچے گرائے گا۔ صرف نمبر دن کے ساتھ ٹکراتا ہوا فرش پر گر گیا۔

نمبر دن کے دوسرے ساتھیوں میں سے ایک نے بے انتہا پھرتی دکھلائی اور جیسے ہی ٹونی نے عمران پر چھلانگ لگائی۔ اس نے تیزی سے جھک کر ریوالور اٹھا لیا۔ مگر عمران اس پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی کھڑے ہوتے دوسرے آدمی کو بھی اس نے ساتھ ہی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ عمران کی لات پورے زور سے اس کے پیٹ میں پڑی تھی۔ وہ بھی نیچے گر گیا تھا۔

پھر عمران نے اٹھنے میں پھرتی دکھلائی ——— اسی لمحے ٹونی ایک بار پھر عمران پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ عمران نے اسے ڈاج دینا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا اور ٹونی اسے لیتا ہوا فرش پر آگرا۔

"ہینڈز اپ"

نمبر دن نے اس اثناء میں ریوالور اٹھا لیا تھا۔ مگر عمران نے اپنی پوری

طاقت استعمال کر کے ٹونی کو نمبر ون پر اچھال دیا۔ نمبر ون فائر کر چکا تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور ساتھ ہی ٹونی کے منہ سے کربھیہ چیخ نکل گئی۔ گولی اس کی کمر میں لگی تھی۔

اسی لمحے باہر سے فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں۔

نمبر ون نے اچانک چھلانگ لگائی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا وہ اسی دروازے میں غائب ہو چکا تھا جہاں سے وہ کمرے میں داخل ہوا تھا۔ عمران نے اس کے پیچھے لپکنا چاہا مگر دیوار برابر ہو چکی تھی۔

اسی لمحے دروازہ زور سے کھلا اور پھر سیکرٹ سروس کے ممبران منہ پر نقابیں لگائے اندر داخل ہوئے۔

ٹونی ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔ باقی دو آدمیوں کو انہوں نے حراست میں لے لیا۔ عمران جو جیگر کے میک اپ میں تھا۔ اس کی کمر سے بھی گن کی نال لگا دی گئی۔

"ارے ان کا سرغنہ تو بھاگ گیا اس کی فکر کرو"

عمران چیخا۔

"عمران صاحب، آپ" نقاب پوش جو صفدر تھا اس نے جھٹکے سے گن کی نال ایک طرف کر دی۔

عمران نے اور اس کے ساتھیوں نے نمبرون کو بڑا تلاش کیا مگر وہ تو گدھے کے سر سے سینگوں کے مصداق غائب ہو چکا تھا۔

اس کے دو اور ساتھیوں پر جب تشدّد کیا گیا تو انہوں نے اصل اڈے کا پتہ بتلا دیا۔

وہاں پر بھی چھاپہ مارا گیا اور مشینوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ مگر نہ تو ان فوٹوسٹیٹ کاپیوں کا پتہ چل رہا تھا اور نہ ہی نمبرون کا۔

وہ نہ جانے کہاں گم ہو گیا تھا۔

عمران بے حد پریشان تھا کیونکہ نمبرون کو گرفتار کرنا بے حد ضروری تھا کیونکہ کاغذات کی فوٹو کاپیاں اسی کے پاس تھیں۔ اس نے کیپٹن شکیل کو بلا لیا تھا اور کرنل اے کو واپس بھیج دیا تھا۔ کیونکہ اب کرنل اے کو مزید قید میں رکھنا فضول تھا۔

اسی پریشانی کے عالم میں وہ اس وقت دانش منزل کے مخصوص کمرے

میں ٹہل رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔
اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔
"سلطان سپیکنگ"
دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔
"فرمائیے بادشاہ سلامت۔ خادم علی عمران عرض پرداز ہے۔ اس جانب سے" عمران کے چہرے پر اچانک حماقتیں امڈ آئی تھیں۔
"عمران۔ تم کبھی سنجیدہ بھی ہوتے ہو" سر سلطان کے لہجے میں خفگی تھی۔
"جناب —— کیا خادم سے کوئی گستاخی سرزد ہو گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو جان کی امان چاہتا ہوں"
عمران باز نہیں آیا۔
"میں نے کئی بار تمہارے فلیٹ پر بھی رنگ کیا تھا۔ اب تنگ آکر ان نمبروں پر فون کیا ہے"
سر سلطان نے بات ٹالتے ہوتے کہا۔
"فرمائیے"
عمران نے اس بار بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی اہم بات ہے جس کی وجہ سے سر سلطان کو اتنی تگ و دو کرنی پڑی ہے۔
"مجرم کا کوئی پتہ چلا" سر سلطان نے پوچھا۔
"نہیں۔ فی الحال وہ غائب ہے" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
"اسے تلاش کرو عمران۔ اعلیٰ حکام میں بڑی کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ صدر مملکت نے آج شام اسی سلسلے میں ایک خاص میٹنگ طلب کی ہے۔ تم نے بطور ایکسٹو وہاں رپورٹ دینی ہے"

سر سلطان نے بتلایا۔

"مگر جب تک مجرم گرفتار نہ ہو جائے۔ میں کیا رپورٹ دوں؟"

عمران نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم کوشش کرو کہ میٹنگ سے پہلے مجرم کا پتہ چل جائے ورنہ رپورٹ تو دینی ہی پڑے گی"۔

سر سلطان کے لہجے سے مجبوری ٹپک رہی تھی۔

"بہتر ہے ٹھیک ہے ــــــ میں میٹنگ میں پہنچ جاؤں گا"۔

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اور پھر مزید کوئی بات کئے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ الجھنوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

وہ بڑی پریشانی کے عالم میں تھا۔ کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ وہ اپنی پوری بھاگ دوڑ کے باوجود سرغنہ کی تلاش میں ناکام رہا تھا۔

ایوانِ صدر کے میٹنگ ہال کے باہر سیکورٹی کے آفیسران بڑے
چوکنے انداز میں گھوم رہے تھے۔
میٹنگ ہال کے صدر دروازے پر سرخ بلب جل رہا تھا۔
ہال میں اس وقت چوٹی کے تمام آفیسران اور حکام موجود تھے۔
عمران بھی منہ پر مخصوص نقاب لگائے بطور ایکسٹو وہاں موجود تھا۔
صدر مملکت نے کارروائی شروع کرنے کا حکم دیا۔
اور پھر سر سلطان نے پچھلے واقعات کی رپورٹ صدر مملکت کے
گوش گزار کی۔
"کیا مجرم پکڑے گئے ہیں"
صدر مملکت نے براہِ راست ایکسٹو سے سوال کیا۔
سر سلطان بڑے الجھن آمیز چہرے سے عمران کی طرف دیکھ
رہے تھے۔ کیونکہ میٹنگ ہال میں داخل ہوتے ہی سر سلطان کے

پوچھنے پر اس نے بتلایا تھا کہ مجرم گرفتار نہیں ہو سکا۔
"آپ کو شاید علم نہیں کہ مجرم اصل کاغذات کی فوٹو کاپیاں بھی لے اڑے ہیں" عمران نے صدر مملکت کے براہ راست سوال کو ٹالتے ہوئے کہا۔ اور یہ انکشاف ایسا تھا کہ ہال میں موجود تمام لوگوں کے سروں پر جیسے بم پھٹ گیا ہو۔
"اوہ۔ اگر ایسا ہے تو یہ انتہائی خطرناک بات ہے"
کمانڈر انچیف جنہوں نے سیاہ عینک لگائی ہوئی تھی۔ انتہائی پریشان لہجے میں بولے۔
"پھر تو مجرموں کی گرفتاری انتہائی ضروری ہے ورنہ ہمارے خفیہ منصوبے کا خدا حافظ ہے۔ اور یہ ملک کا عظیم ترین نقصان ہوگا"
صدر مملکت بولے۔ ان کے لہجے سے بھی گھبراہٹ ہویدا تھی۔
"جی ہاں" عمران نے پُروقار لہجے میں جواب دیا۔
"مجھے مجرم چاہئیں مسٹر ایکسٹو۔ ان مجرموں کی گرفتاری ہر حالت میں ضروری ہے" صدر مملکت نے انتہائی پریشانی کے عالم میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔
"تو میں کب انکار کر رہا ہوں" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔
"تو پھر کہاں ہیں مجرم"
صدر مملکت جھنجلا کر بولے۔
"میری مٹھی میں ہیں۔ جس وقت چاہوں مٹھی کھول کر سامنے کر دوں"
عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔
اور سر سلطان حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا آپ مذاق کر رہے ہیں" صدر مملکت کے چہرے کے نقوش
بگڑنے لگے تھے۔
"نہیں میں مذاق نہیں کر رہا۔ بلکہ مجرم کی دیدہ دلیری پر حیران ہوں
، وہ کس ڈھٹائی سے آپ کے سامنے موجود ہے اور خاموش بیٹھا ہے"
عمران نے سنجیدگی سے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور نکال کر اس
کا رخ قریب بیٹھے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اے کی طرف کر دیا۔
"کیا مطلب"
سب لوگ چونک پڑے۔
اور کرنل اے گھبرا کر اٹھ کھڑا۔
"خبردار۔ اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا" عمران نے انتہائی
کرخت لہجے میں کہا۔
اور پھر اس کے اشارے پر ہال کے اندر موجود سیکورٹی آفیسران
نے کرنل اے کے گرد گھیرا ڈال لیا۔
"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے مسٹر ایکسٹو۔ میں صدر مملکت کے
سامنے احتجاج کرتا ہوں" کرنل اے غصے سے چیخا۔
"اس کا منہ امونیا سے دھلواؤ" عمران نے اس کی بات کا جواب
دینے کی بجائے ایک سیکورٹی آفیسر کو حکم دیا۔
"تو کیا یہ کرنل اے نہیں" صدر مملکت حیرت سے بولے۔
"نہیں۔ یہ کرنل اے کے میک اپ میں مجرم ہے" عمران نے
جواب دیا۔ اسی لمحے کرنل اے نے بے اختیار جیب سے ریوالور نکالنے
کی کوشش کی مگر سیکورٹی آفیسران نے اسے قابو کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد جب اس کا چہرہ صاف کیا گیا تو وہاں کرنل اے کے بجائے ایک غیر ملکی تھا۔
یہ نمبر دن تھا۔
"اس کی تلاشی لو اچھی طرح فوٹو کاپیاں اس کے پاس ہوں گی"
عمران نے کہا۔
اور پھر اس کی اچھی طرح تلاشی لینے پر اس کے کوٹ کے اندر سے سلی ہوئی فوٹو کاپیاں برآمد ہو گئیں۔
"کرنل اے کہاں ہے؟" صدر مملکت کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ سب لوگ یوں عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ جادوگر ہو اور سر سلطان کا چہرہ مسرت سے پھٹا پڑ رہا تھا۔
عمران ایک بار پھر جیت گیا تھا۔ واقعی وہ ناقابلِ تسخیر تھا۔ اسے شکست دینا ناممکن تھا۔
"تمہیں اس پر کیسے شک ہوا۔ صدرِ مملکت نے پوچھا۔
اور پھر عمران نے کیس کے تمام حالات بتلاتے ہوئے کہا۔
" اور نمبر دن ٹولی کے اڈے سے بھاگ نکلا۔ میں سخت پریشان تھا کہ اسے کہاں ڈھونڈا جائے مگر ہر طرف کوشش کے باوجود وہ ہاتھ نہیں آیا۔ میٹنگ میں کرنل اے کو دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا کہ یہ کرنل اے کے روپ میں مجرم ہے۔ کیونکہ مجرم ایک بھیانک غلطی کر چکا تھا۔ اسے شاید علم نہیں تھا کہ میں نے کرنل اے کو اغواء کر لیا تھا اور مجھے پتہ چلا تھا کہ مجرموں نے کرنل اے کی دائیں آنکھ میں بلیو آئی فٹ کر دی ہے اور اس بلیو آئی کی وجہ سے مجرم کاغذات کی فوٹو کاپیاں

حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن فائل کا آخری صفحہ جس پر کوڈ
حل تھا انہیں نہیں ملا تھا اور مجرم اس (KEY) کو حاصل کرنے کے
لئے یہاں رکے ہوئے تھے ورنہ وہ پہلے ہی نکل جاتے۔ یہاں میٹنگ
میں جب میں نے کرنل اے کو دیکھا تو اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک
نہیں۔ اس کی کسی آنکھ کا رنگ نیلا نہیں تھا۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ مجرم نے
بی کے اڈے سے نکل کر کرنل اے پر ہاتھ صاف کیا ہے"۔
عمران نے وضاحت کی اور صدر مملکت سمیت سب لوگ ایکسٹو
کی ذہانت کے قائل ہو گئے۔ سر سلطان کے چہرے پر تحسین کے آثار تھے
وہ بھی ایکسٹو کی ذہانت سے بڑے مرعوب نظر آرہے تھے۔
پھر صدر مملکت نے ایکسٹو کی تحسین میں بڑے زوردار جملے کہے
اور میٹنگ برخاست ہو گئی۔



دانش منزل کے میٹنگ ہال میں تمام ممبرز جمع تھے۔ ایکسٹو نے کیس کی تفصیلات بتلانے کے لئے انہیں یہاں جمع کیا تھا۔

پھر ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا اور جولیا نے اٹھ کر بٹن دبا دیا۔ ایکسٹو کی آواز آنے لگی۔

میرے خیال میں آپ لوگ کیس کی تفصیلات سننے کے لئے بے چین ہوں گے۔ یہ کیس نہایت عجیب و غریب تھا۔

ہمارے دفاعی نظام کے تحت ہماری حکومت ہمسایہ ملک کی سرحدوں کے پاس ایک خفیہ دفاعی نظام قائم کر رہی تھی۔ اس منصوبے کو انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا لیکن دشمن ملک کے جاسوسوں کے کانوں میں اس کی بھنک پڑ گئی۔ چنانچہ ہمسایہ ملک نے ایک جاسوسی تنظیم کو اس منصوبے کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے یہاں بھیجا۔ ان لوگوں نے منصوبے کے آپریشن سنٹر تک رسائی حاصل کر لی۔ مگر ملٹری انٹیلی جنس

نے انہیں گرفتار کر لیا مگر وہ لوگ قتل کر دیئے گئے یا انہوں نے خودکشی کر لی۔ اس طرح مجرموں کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ چنانچہ کیس میرے پاس بھیج دیا گیا۔

اس بار مجرموں نے انتہائی جدید ہتھیار استعمال کیا جسے وہ بلیو آئی کے نام سے یاد کرتے تھے۔

انسانی آنکھ میں موجود پتلی کی طرح انہوں نے ایک مصنوعی پتلی تیار کی اور پھر اس کے پیچھے انہوں نے وائرلیس ویژن مشین جو کہ انتہائی مختصر تھی فٹ کر دی۔ بیس شعاعوں کی مشین سے انہوں نے اُسے فٹ کرنے کا کام لیا۔

اس طرح جس آنکھ میں وہ پتلی فٹ ہو جاتی۔ جو کچھ وہ دیکھتا وہ اس پتلی کے پیچھے لگی ویژن مشین ان کے رسیونگ سیٹ پر وہ منظر بھیج دیتی۔ چنانچہ اس ایجاد کو انہوں نے اس کیس میں استعمال کیا اور چونکہ اس میں ایک خاص خرابی رہ گئی تھی کہ جس وقت یہ مصنوعی پتلی فٹ کی جاتی آنکھ کا رنگ ہلکا نیلا ہو جاتا۔

اسی بنا۔ پر انہوں نے اسے بلیو آئی کا نام دیا۔

مجرموں نے سب سے پہلے اس ایجاد کو کمانڈر انچیف پر استعمال کیا۔ ان کا خیال تھا کہ کمانڈر انچیف ضرور اس منصوبے کے کاغذات کا مطالعہ کرے گا۔ چنانچہ بلیو آئی کے ذریعہ وہ کاغذات ان کی رسیونگ سکرین پر آجائیں گے۔ انہوں نے اس مشین کے ساتھ فوٹوسٹیٹ مشین لگائی تھی سکرین پر موجود وہ جس منظر کو چاہتے اس کا فوٹو تیار کر لیتے۔

پہلے ان کا خیال تھا کہ کاغذات اسی سنٹر میں ہوں گے۔ مگر سنٹر میں

موجود ان کے آدمی کو چونکہ ہدایات نہیں ملی تھیں اس لئے اس نے وہاں ایک مشین میں ٹائم بم فٹ کر دیا۔ چنانچہ وہاں ہنگامہ ہو گیا۔

کمانڈر انچیف نے وہاں دورہ کرنا تھا۔ چنانچہ ہنگامی حالات کی بنا پر وہ دورہ منسوخ کر دیا گیا۔ کیپٹن شکیل اور صدیقی کو وہاں بھیجا گیا۔ کیپٹن شکیل نے اس آدمی کو چیک کر لیا۔ مگر اس پورے آفس کو بم سے اڑا دیا گیا وہ آدمی ختم ہو گیا۔ کیپٹن شکیل زخمی ہو گیا۔

ادھر ایک میٹنگ میں عمران کو کمانڈر انچیف کی آنکھ پر شبہ پڑ گیا۔ مگر ہم سمجھ نہیں سکے کہ گڑبڑ کیا ہے۔

عمران نے جب خود چیکنگ کرنی چاہی تو مجرم جو سکرین پر یہ سب منظر دیکھ رہے تھے انہوں نے کمانڈر انچیف کی آنکھ ضائع کر دی۔ تاکہ عمران اس کی ماہیت کو نہ سمجھ سکے۔ اس پتلی میں یہ سسٹم رکھا گیا تھا کہ اسے وائرلیس کے ذریعے تباہ بھی کیا جا سکتا تھا۔

یہ ٹارگٹ ختم ہونے کے بعد انہوں نے کرنل اے کی آنکھ میں وہ بلیو آئی فٹ کر دی۔

اور ادھر عمران کو اغوا کر کے اس کی آنکھ میں بھی بلیو آئی فٹ کرنی چاہی مگر عمران پہلے ہی ہوشیار ہو گیا تھا۔ چنانچہ صفدر وغیرہ نے عمران کو وہاں سے چھڑا لیا۔

عمران آتے ہوئے ساتھ ایک بلیو آئی اور سپر مشین بھی لے آیا۔ چنانچہ یہاں لیبارٹری میں اس پر تجربات کرنے کے بعد اس کی ماہیت کا پتہ چل گیا۔

پھر میں نے کرنل اے کو اس خیال سے اغوا کر کے کیپٹن شکیل کو اس کی جگہ

بھیج دیا کہ مجرم کہیں لاعلمی ہیں کرنل اے کو بلیو آئی نہ فٹ کر دیں مگر جب کرنل اے یہاں آیا تو پتہ چلا کہ مجرم تو پہلے ہی اسے بلیو آئی فٹ کر چکے ہیں اور کرنل اے کے ذریعے وہ ان کا غذات کی فوٹو کاپیاں بھی حاصل کر چکے تھے۔ کرنل اے نے غلط بیانی کی تھی کہ اسے ابھی بلیو آئی فٹ نہیں کی گئی۔

پھر مجرموں کی کار کے نمبر کے سہارے ان کا پتہ چلا مگر وہ لوگ ڈاج دے کر نکل گئے۔ اور ایک خالی کوٹھی میں کار کھڑی کر کے نکل گئے تھے۔ ہم نے اس کوٹھی کو ان کا اڈہ سمجھ کر وہاں چھاپہ مارا مگر ہمیں ناکامی ہوئی۔

ادھر شہر کے مشہور بدمعاش ٹونی سے مجرم مدد لے رہے تھے۔ ادھر عمران بھی ایک غنڈے جیگر کے روپ میں اس کا دوست بن چکا تھا۔ مگر عمران کو پہچان لیا گیا۔

چنانچہ ٹونی نے عمران کو پاس بلوایا اور پھر نمبر دن اور ٹونی نے عمران کو وہاں ختم کرنے کی کوشش کی۔ ادھر عمران ٹرانسمیٹر واچ کے ذریعے مجھے کاشن دے چکا تھا۔ چنانچہ میں نے ممبرز وہاں بھیج دیا۔ ٹونی لڑائی میں مارا گیا مگر مجرم بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس دوران میں کیپٹن شکیل کو واپس بلا چکا تھا اور کرنل اے کو واپس بھیج دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ مقصد کامیاب ہو چکا تھا جس کے لئے کرنل اے کو اغوا کیا گیا تھا۔

مجرم ٹونی کے اڈے سے نکلا تو اس نے کرنل اے کی جگہ لے لی۔ تاکہ وہ محفوظ رہے اور دوسرے وہ کوڈ کا حل آسانی سے حاصل کر سکے۔ مگر میٹنگ ہال میں ہیں نے اسی بلیو آئی کی وجہ سے مجرم کو چیک کر لیا۔ مجرم

جس آلے کو ہمارے خلاف استعمال کر رہا تھا اس نے اسے گرفتار کرا دیا۔
مجرم کو دراصل اس بات کا علم نہیں تھا کہ ہم کرنل اے کی آنکھ میں فٹ بلیو آئی دیکھ چکے تھے۔ چنانچہ اصل سرغنے کی گرفتاری کے ساتھ ہی وہ فوٹو کاپیاں بھی مل گئیں اور اس طرح یہ کیس ختم ہوا۔
ایکسٹو نے پوری تفصیل سے کیس کے واقعات بتلائے۔
چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔
"کوئی سوال"۔ ایکسٹو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔
"سر کیا ہمارے حفاظتی انتظامات اتنے کمزور ہیں کہ مجرم بڑی آسانی سے کمانڈر انچیف اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں"۔
صفدر نے سوال کیا۔
"صفدر تم نے بڑا اہم سوال کیا ہے۔ واقعی ہمارے انتظامات بڑے کمزور ثابت ہوئے ہیں۔ میں نے صدر مملکت کو رپورٹ دیتے ہوئے اس بات پر پوری طرح زور دیا کہ اعلٰے حکام اور کلیدی افسران کے گرد کڑے حفاظتی انتظامات کا اہتمام کیا جائے۔ اور مجھے امید ہے کہ آئندہ مجرم اس آسانی سے کلیدی افسران پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے"۔
"سر۔ کیا وہ ملک دوبارہ ان کاغذات کو حاصل کرنے کے لئے کوئی اور پارٹی نہیں بھیجے گا"۔ جولیا نے پوچھا۔
"اس کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں اگر اس نے ایسا کیا تو ان سے دوبارہ نپٹا جا سکتا ہے"۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔
"سر اصل کرنل کا کیا ہوا ہے"۔ نعمانی نے بھی سوال کر دیا۔
"ہاں۔ یہ بتلانا تو میں بھول ہی گیا تھا کہ مجرم نے کرنل اے کو ہلاک کر

دیا تھا۔ اگر کرنل اسے ہلاک نہ ہوتے تو ان کی غلط بیانی پر ان کا کورٹ مارشل کیا جاتا"۔

ایکسٹو نے بتلایا۔

"کوئی اور سوال"۔ ایکسٹو نے پوچھا مگر سب خاموش رہے۔

"او۔کے اگر کوئی مزید بات پوچھنی ہو تو آپ لوگ عمران سے پوچھ سکتے ہیں"۔ ایکسٹو نے کہا۔ اور پھر اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔ جولیا نے اُٹھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"عمران صاحب۔ کوئی مزید بات آپ بتلائیں گے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے عمران نے پوچھا۔

"یار میں تو سوچ رہا ہوں کہ اگر مجرم میری آنکھ میں بلیو آئی فٹ کر دیتے اور پھر اسے تباہ کر دیتے تو کیا جولیا مجھ یک چشم سے شادی کرنے پر تیار ہو جاتی"۔

عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اور قہقہوں سے سارا ہال گونجنے لگا۔ جولیا بُری طرح جھینپ گئی تھی۔

ختم شُد

عمران سیریز میں انتہائی خوفناک ایڈونچر

کاروان دہشت

پلاٹینم جوبلی نمبر

مُصنّف

مظہر کلیم ایم اے

- پاکیشیا کی مکمل تباہی کیلئے دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے خوفناک منصوبے۔
- کافرستان اور روسیاہ۔ پاکیشیا کی مکمل تباہی کے لئے دو خوفناک منصوبوں پر بیک وقت عمل شروع کر دیتے ہیں۔
- عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران پر مشتمل۔ وطن کی سلامتی پر جان دینے والا کاروان آگے بڑھتا ہے۔
- کاروان دہشت جو دنیا کی دو خوفناک طاقتوں سے دیوانہ وار ٹکرا گیا۔
- کافرستان کی خوفناک تنظیم۔ مہادیر چکر۔ جس نے پاکیشیا کے دس کروڑ عوام کے خاتمے کے لئے انتہائی خوفناک منصوبہ بنایا۔ مگر کاروان دہشت مجسم موت بن کر مہادیر چکر سے ٹکرا گیا۔ اور پھر گزرنے والا ہر لمحہ موت کے روپ میں ڈھلتا چلا گیا۔
- روسیاہ کی انتہائی طاقتور اور خطرناک تنظیم کے۔ جی۔ بی۔ جو پاکیشیا کی مکمل

تباہی کے لئے آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑی۔ مگر کاروان دہشت کو روکنا ان کے بس سے باہر تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی دیوانہ وار۔ کے۔ جی۔ بی سے ٹکرا گئے۔ اور کے۔ جی۔ بی جیسی دہشت ناک تنظیم کو آخر کار اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہونا پڑا۔

برستی ہوئی گولیوں۔ بموں کے خوفناک دھماکوں۔ فضا میں اڑتے ہوئے انسانی اعضاء۔ اور فواروں کی طرح ابلتے ہوئے انسانی خون کے دھاروں میں کاروان دہشت آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔

کاروان دہشت ایک ایسا کارواں جس کا ہر ممبر موت کا ذائقہ چکھنے پر مجبور ہوتا رہا۔ مگر یہ کارواں تھا جیالوں کا۔ جان نثاروں کا۔ پاکیشیا کے ان سپوتوں کا۔ جو زندگی پر موت کو ترجیح دیتے تھے۔ جو وطن کی سلامتی پر اپنے خون کا ہر قطرہ نچھاور کر دینا عین سعادت سمجھتے تھے۔ ان دیوانوں کا جن سے موت بھی ٹکراتے ہوئے گھبراتی تھی۔ جس کا سالار عمران تھا۔ ناقابل شکست عمران۔ ناقابل تسخیر عمران۔

کاروان دہشت۔ ایک ایسا ناول جسے صفحہ قرطاس پر ابھارتے ہوئے قلم بھی دہشت سے لڑکھڑاتا رہا۔

مجسم دہشت۔ مکمل تباہی۔ خوفناک حد تک
تیز رفتار ایکشن اور لمحہ لمحہ اعصاب شکن سسپنس۔

ان سب کے خوبصورت امتزاج کا نام ہے پلاٹینیم جوبلی نمبر "کاروان دہشت"

ناشران: **یوسف برادرز** (پبلشرز بکسیلرز) **پاک گیٹ ملتان**

عمران سیریز میں انوکھے انداز کا انتہائی دلچسپ اور یادگار ناول



سفلی دنیا

مظہر کلیم ایم اے

سفلی دنیا شیطان اور اس کے کارندوں کی ایک ایسی دنیا جو اسفل ترین دنیا کہلاتی ہے۔

سفلی دنیا ایک ایسی دنیا جو شیطانی دنیا کی بھی سب سے رذیل سطح ہے۔ کالے جادو' بدروحوں' بدطینت جنات' غلاظت اور گندگی میں لتھڑی ہوئی شیطانی دنیا جہاں مکروفریب' رذالت اور غلاظت کو معیار سمجھا جاتا ہے۔

زپالا تابات کی پہاڑیوں میں رہنے والا ایک ایسا شیطان جسے سفلی دنیا کا سب سے بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ ایک ایسا کردار جو پوری دنیا کو اپنے سامنے سرنگوں سمجھتا تھا۔

کافرستان کے کرنل سورگ نے جب عمران کے خاتمے اور پاکیشیا کے دفاع کی بنیادی فائل کے حصول کے لئے زپالا کی خدمات حاصل کیں تو زپالا اپنی پوری سفلی طاقت سے عمران پر ٹوٹ پڑا۔

زپالا جس نے انتہائی آسانی سے نہ صرف عمران کو استعمال کر کے دانش منزل سے فائل حاصل کر لی بلکہ عمران پر سفلی دنیا کا ایک ایسا کاری وار کیا کہ عمران گندگی اور غلاظت کے ڈھیر میں دفن اپنی زندگی کے آخری سانس لیتا نظر آنے لگا۔

سلیمان عمران کا باورچی جس نے عمران کو سفلی دنیا کی طاقتوں سے بچانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ کیا سلیمان سفلی دنیا کے شیطانوں کا مقابلہ کر سکا۔ یا؟

وہ لمحہ جب سلیمان کے کہنے پر عمران کو اس کی اماں بی جبراً ایک گاؤں میں لے گئی جہاں ایک عظیم نوری شخصیت کا ڈیرہ تھا لیکن عمران نے اس شخصیت کو اہمیت

دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیوں اور پھر کیا ہوا؟

صالحہ جس نے تن تنہا سفلی دنیا کے بڑے بڑے شیطانوں کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکی۔ یا؟

گمبا گا سفلی دنیا کی انتہائی باقوت شیطانی طاقت جس سے عمران کو مجبوراً جسمانی لڑائی لڑنی پڑی اور وہ لمحہ جب عمران کا پہلی بار ناقابل تسخیر جسمانی طاقت سے واسطہ پڑ گیا اور اس کی مارشل آرٹ کی تمام مہارت دھری کی دھری رہ گئی۔ اس لڑائی کا انجام کیا ہوا؟

سفلی دنیا کی انتہائی خوفناک اور رذیل ترین شیطانی قوتوں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک طویل، انتہائی خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد۔ ایک ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ پراسرار، خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا۔

اس جدوجہد کا انجام کیا ہوا؟ قطعی مختلف انداز کی نئی اور پراسرار کہانی

انتہائی منفرد انداز کی انتہائی خوفناک اور پراسرار جدوجہد

ایک ایسی کہانی جس میں پہلی بار سفلی دنیا کی خباثتوں کا پردہ چاک کیا گیا۔

خیر و شر کے درمیان ایک ایسی ہولناک جنگ جو اس دنیا کے چپے چپے پر مسلسل جاری ہے۔

انوکھا، دلچسپ اور تحیر خیز ناول

ایک ایسا ناول جو جاسوسی ادب میں پہلی بار پیش کیا جارہا ہے

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

کاغذی قیامت ——— اول
کاغذی قیامت ——— دوم
بلڈی سنڈیکیٹ ——— مکمل
لیڈی ایگلز ——— مکمل
اسکیپ گرے ——— مکمل
پرنس وچل ——— مکمل
ٹوپاز ——— مکمل
ہائی فائی ——— مکمل
اناڑی مجرم ——— مکمل
آپریشن سینڈوچ ——— اول
سینڈوچ پلان ——— دوم
کایا پلٹ ——— مکمل
بلیو آئی ——— مکمل
انکانا ——— مکمل
غدار جولیا ——— مکمل
بے جرم مجرم ——— مکمل

کاروان دہشت ——— اول
کاروان دہشت ——— دوم
جیالے جاسوس ——— اول
جیالے جاسوس ——— دوم
کیمپ ریکرز ——— مکمل
وائلڈ ٹائیگر ——— مکمل
ادھورا فارمولا ——— مکمل
رابن ہڈ ——— مکمل
بانکے مجرم ——— مکمل
ڈائمنڈ آف ڈیتھ ——— مکمل
ٹاپ راک ——— اول
ٹاپ راک ——— دوم
جولیا فائٹ گروپ ——— اول
جولیا فائٹ گروپ ——— دوم
پاور لینڈ ——— اول
پاور لینڈ ——— دوم



مظہر کلیم ایم اے

یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ○ ملتان